بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

* ان شیوخِ اربعہ کے نام کہ جنہوں نے مجھے دین کی اصل حقیقت سے روشناس کرایا.
* انُ شیخین کے نام کہ جنہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ امت اس وقت گہری نیند میں ہے جسے ایک طاقتور صدمے کی ضرورت ہے تا کہ یہ بیدار ہو اور اپنی اس ذلت سے نکلے.
* انُ مجاہدوں کے نام کہ جنہوں نے ہمیں یہ سبق دیا کہ امت کی تاریخ شہداء کے خون سے لکھی جاتی ہے. اور دین کی عمارت شہداء کے جسموں اور ہڈیوں پر قائم ہوتی ہیں.
* اُن عظیم رجال کے نام کہ جنہوں نے جمہوریت، وطنیت، شخص پرستی اور مقامی سیاستوں کو چھوڑ کر جہاد کی عالمی اور بین الاقوامی سیاست میں شامل ہو کر خلافت علیٰ منہاجِ نبوتؐ کے خاطر جان کپھا دی.
* اُن جوانوں کے نام کہ جنہوں نے جماعتوں، فرقوں اور تنظیموں کو چھوڑ کر تہذیب علی القتال اور تحرس علیٰ القتال کا مسلک اختیار کیا.
* اُن قلیل نوجوانوں کے نام کہ جو ہر مظاہروں، مذاکرات اور جمہوریت کے کفریہ قراردادوں و نعروں کرد کرتے ہوئے خالص کتاب وسُنت کی روشنی میں عقائدِ صحیہ اور منہجِ نبویؐ پر گامزن ہو کر از سر نو جہاد و قتال کی تیاری کر رہے ہیں.

نئی تہذیب کے نئے بُت:

تاریخ گواہ ہے کہ جسمانی غلامی اتنی نقصان دہ اور معیوب نہیں جتنی کہ ذہنی غلامی ہے کیونکہ اگر قوم کی فکر اور سوچ آزاد ہو تو وہ کبھی بھی شکست تسلیم نہیں کرتی اور موقع پاتے ہی خود کو آزاد کرا لیا کرتی ہے. جبکہ کسی قوم کا ذہنی غلامی میں مبتلاء ہو جانا اسکے اندر سے سوچنے تک کی صلاحیت کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے.

آج بالکل یہی حالت مسلمانانِ ہند کی ہے اور خصوص مسلمانانِ کشمیر کی کہ جسمانی غلامی کے ساتھ ساتھ بدترین ذہنی غلامی میں مبتلاء ہو گئے ہے. ذہنی غلامی کی سب سے بڑی نحوست یہ ہوتی ہے کہ ذہنی طور پر غلام قوم اچھے کو بُرا، برے کو اچھا، نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع، دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھ رہی ہوتی ہے اسی کو علامہ اقبالؒ نے یوں بیان فرمایا:،

بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر جیسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا

آج دجالی قوتوں نے دنیا میں زہریلے فتنے پھیلا کر پورے عالمِ اسلام کو اپنے شکنجے مین جکھڑ لیا ہے. باطل قوتوں نے آج مسلمانوں کے سامنے اسلام کے ہو بہ ہو ایک نیا اسلام لا کھڑا کیا ہے (modern islam یا امریکن اسلام) جس سے مسلمان دجل و فریب میں مبتلا ہو کر رہ گئے ہے اور باطل قوتوں کو یہ فائدہ ہوا کہ مسلمان حقیقت سے دور کہی وطن پرستی میں، کہی شخص پرستی اور کہی چھوٹے چھوٹے مسلہ مسائل میں اُلج کر رہ گیا ہے اسی ذہنی غلامی کے زہریلے اثرات نے مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی کہ اس دور میں اسلامی خلافت کی کوئی ضرورت نہیں، اور اب اجمہوریت کا دور ہے اس طرح جمہوریت کو اسلامی خلافت کا نعیم البدل (alternative) قرار دیدیا گیا.

بالکل اسی طرح آج کشمیر میں بعض سیاسی قائدین اور جمہوریت کے علم برداروں (جیسے حریت کانفرس) کے زیرِ اثر ایک ایسی لادینی فکر پروان چڑی کہ جو شریعت کے بنیادی اصولوں سے متضاد ہے بلکہ کفر پر مبنی ہے لیکن بدقسمتی سے یہ فکر اسلام کے لباس میں پیش ہوئی جسے یہ لوگ جمہوری اسلام کہتے ہیں. یہ بات بہت سے لوگوں کو نا گوارہ گزرے گی لیکن حقیقت یہی ہے کہ کشمیر کے لوگ اس جمہوریت اور modern islam کے نام پر تہذیبِ حاضر کے نئے بتوں کو پوج رہے ہے.

دوستوں پتھر، پیڑ اور مورتیوں کی عبادت تو ہم نے چھوڑی، کہی اب ایسا نہ ہو کہ ہم اُن بتوں کی

پوجا کرتے ہو کہ جو آنکھوں سے اوجھل ہو کیونکہ تہذیب کا آزر ہر زمانے میں نئے نئے بُت تراشتا رہتا ہے. اسی غلامی کو اقبالؒ نے فرمایا:

مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور　　تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے　　جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے.

لیکن آج ہمیں ان بُت کدوں اور صنم خانوں کی نشان دہی کر کے انہیے اپنے ہاتھوں سے توڑنا ہوگا . چاہے وہ نظریات وعقیدے کی شکل میں ہو یا قوم وشخصیت کی شکل میں ہو. اسلام کے لباس میں ہو یا نام نہاد آزادی کی شکل میں، الغرض ہمیں ہر بُت کو توڑ کر اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہوگا اور وہ اصل کتاب اور سنت کا راستہ ہے، کیونکہ کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کی اصل سے جو ہٹ کر رہے وہ سب گمراہی ہے چاہے وہ کتنی ہی خوشنماں اور خوبصورت کیوں نہ ہو. یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کشمیر کے نام نہاد حریت لیڈران جو ہمیشہ ایک بڑے بُت 'آزادی' کی بات کرتے رہتے ہیں انہوں نے کبھی قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل واضع نہیں کیا، کیونکہ وہ کبھی شریعت کو بنیاد بنا کر آگے نہیں آئے بلکہ اُن سب حریت تنظیموں کی بنیاد اقوام متحدہ کی تسلیم شدہ قرارداد ے ہے جسے وہ مسلمہ اصول کہتے ہیں. جن میں سب سے بنیادی اور نمایاں اصول 'حق خودارادیت' ((right to self-determination ہے. جسے اقوام متحدہ اور پوری دنیا تسلیم کرتی ہے. اس حوالے سے وہ ساری تحریکے جو اس اصول کو بنیاد بنا کر اپنی تحریک چلاتی ہیں یہ سب تحریکے حق خودارادیت کی تحریکے ہے.

ہم ان تمام اصطلاحوں اور اصولوں کو کتان وسُنت کی روشنی میں دیکھے گے کہ آیاں ان کی کوئی بنیاد یا جواز کتاب وسنت میں موجود ہیں یا یہ بالکل کفر، منافقت اور تہذیبِ حاضر کے نئے بُت ہے.

۱) Dispute:- ان بتوں میں اولین اوت نمایاں ترین بت Dispute ہے. جس کا مطلب 'متنازہ' ہے. یعنی کہ اگر دو فریقوں کے درمیان کسی مسلئے میں تنازہ ہو تو جب ہم کہتے ہیں کہ kashmir is a disputed territory تو ہم اُس وقت یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کشمیر ہندوستان اور پاکستان کے درمیان متنازہ مسلئہ ہیں اور سیاسی اعتبار سے یہ بات سہی ہے کیونکہ مسلئہ کشمیر تقسیم ہند کے تناظر میں ہی واقع پزیر ہوا اور تقسیم ہند کی رو سے کشمیر پاکستان کا عین حصہ ہے اور اقوام متحدہ بھی اس کو تسلیم کرتا ہے. اب اگر ہم تقسیم ہند کے فلفسے کو پیش کر کے کشمیر کو متنازہ قرار دے کر اس بنیاد پر اپنی تحریک چلائے گے تو یہ سراسر وطن پرستی ہو گی. کیونکہ اس اعتبار سے یہ زمینوں اور خطوں کی جنگ بن جائے گی. جمہوریت نواز اور حریت لیڈران یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کی تقسیم ہند کی رو سے کشمیر پاکستان کا حصہ ہے اور پاکستان تو اسلام کے نام پر الگ ہوا تو یہ وطن پرستی کیسے ہو سکتی ہیں. اس سوال کا آسان جواب یہ ہے کہ پچھلے ۶۷ سالوں سے پاکستان میں وہی کفری جمہوری نظام قائم ہے جو دنیا کے باقی ملکوں میں ہے. ہاں اگر پاکستان دارالاسلام ہوتا وہاں اللہ کا نظامِ خلافت قائم ہوتا تو ہم پر فرض تھا کہ ان کے ساتھ ملنا اس لئے ایک بندے مومن کے لئے جو قرآن اور حدیثِ رسول ؐ کو حرفِ آخر مانتا ہو قطعہٗ جائز نہیں کہ وہ تقسیم ہند کے فلسفے کو حرفِ آخر اور حکم آخر مان کر کشمیر کو متنازہ قرار دے کر اپنی تحریک چلائی. کیونکہ یہ واضح طور پر اسلامی اصولوں اور بنیادوں کے خلاف ہے. اسی فلسفے کی بنیاد پر کشمیر میں یہ بھی نعرہ لگا تھا کہ کشمیر بنے گا پاکستان جبکہ یہ سراسر باطل نعرہ ہے. ہمیں شریعت کی روشنی میں Dispute اور Nationalism دونوں بتوں کو توڑ کر آگے بڑنا ہوگا.

۲) U.N.O.-:U.N.O کا مطلب اقوام متحدہ ہے جو عالمی کفری طاقتوں کا مرکز ہے کہ جہاں سے دجال اپنے دجالی فتنے کو پوری دنیا میں پھیلا رہا ہے اور یہ وہ ادارہ ہے جو اسلام کے مقابلے میں دجالی

قوتوں اور ملتِ کفر کا مرکز ہیں. تقسیم ہند کے فلسفے کو تسلیم کر کے کشمیر کے خطے کو متنازہ قرار دے کر ایک تیسرے بُت کو تسلیم کرنے کی بنیاد پڑتی ہے. یعنی تقسیم ہند کی رو سے اگر ہم کشمیر کو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان متنازہ قرار دے تو اس تنازے کو حل کرنے کے لئے ہمیں کسی تیسرے کسی فریق کو ثالث یعنی حاکم بنانا ہوگا اور حکم ہمیشہ اسی کا بنایا جاتا ہیں جسے انسان بڑا اور اعلیٰ تصور کرے. سیاسی اعتبار سے یہاں بڑا اور اعلیٰ اقوام متحدہ ہے اسی لئے ثالث یعنی حکم بھی وہی ہے.

قرآن اور سنتؐ کی رو سے یہ شرک، نفاق اور کفر ہے کیونکہ بندے مومن صرف اللہ کو بڑا اور اعلیٰ تصور کرتا ہیں تو ایک سچا مومن اللہ کو چھوڑ کر اپنے فیصلے کسی اور کے پاس کیسے لے جاسکتا ہیں. جبکہ قرآن کریم نے اس کی خود وضاحت کی ہے کہ۔۔۔فان تنازء تھم فی شئي فردوہ الیٰ اللہ ورسولہ.(پھر اگر امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے حوالے کر دیا کرو۔۔النساء:۵۹)

اللہ تعالیٰ صاف فرماتے ہے اگر تمہیں دو فریقوں کے درمیان کبھی بھی اختلاف ہو، کوئی تنازہ ہو یا کوئی بھی جھگڑا ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف لوٹا دو. یعنی مسلہ کا حل کتاب اور سنتؐ سے حل کرو. لیکن افسوس ہیں کہ کشمیر کے جمہوریت نواز حریت قائدین کتاب اور سنتِ رسولؐ چھوڑ کر اپنا مسلہ اقوام متحدہ یعنی طاغوتِ اکبر کے پاس لے جاتے ہے اور کفری ادارے کے سامنے گڑگڑاتے ہیں کہ ہمارا مسلہ حل کرو. جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اگلی آیت کریمہ مین منافقت کہا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے،

الم تر الی الذین یذ عمان انھم اٰمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحا کموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویریدو الشیطٰن ان یضلھمہ ضلٰلاً بعیدًا.(النساء:۶۰)

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوے کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے

ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اس سے پہلے بھی جو نازل کی گئی (مگر پھر بھی) اپنے مقدمے (یا اپنا حکم) شیطان (اقوام متحدہ) کے پاس لے جاتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کا انکار کرے، اور شیطان ان کو بہکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے.

یہ اُن منافقین کا طرزِ عمل ہے جو زبان سے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کے دعوے کرتے تھے لیکن اپنے فیصلے طاغوت اور اپنا حاکم طاغوت کو تسلیم کرتے تھے کیا جمہوریت نواز اپنا فیصلہ طاغوت اکبر (U.N.O) کے پاس نہیں لے جاتے ہے

میرے بھائیوں ہمیں قرآن وسنت کا آعینہ پہن کر آگے بڑنا ہوگا اور ہمیں اِن خوبصورت بتوں کو توڑ کر آگے بڑنا ہوگا. ہمیں (متنازہ) dispute کے فلسفے اور مسلئہ کشمیر کے ان تمام بتوں کو توڑ کر اصل مسلئہ یعنی مسلئہ خلافت کو سمجھنا ہو گا اور کتاب وسنت کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل واضع کرنا ہوگا کیونکہ ہندوستان سے بڑ کر ہماری اولین جنگ UNO (دجالی مرکز) سے ہے.

2):- self determination-:(self determination) کا مطلب ہے حقِ خودارادیت ہے کہ لوگوں سے اُن کی رائے پوچھی جائے کہ آپ کیا چاہتے ہیں. تقسیم ہند کے فلسفے اور متیازہ کو تسلیم کرتے ہوئے جب ہم UNO کو اپنا ثالث اور حاکم مانئے گے تو اس کا فیصلہ جو ہے اُس کا نام ہے حقِ خودادادیت یا رائے شماری ہے اس لئے کشمیر میں یہ نعرہ بھی لگا کہ حق ہماری رائے شماری، جنگ ہماری رائے شماری ہے۔ جبکہ قرآن کی رو سے یہ کفریہ نعرہ ہے کہ ہم اپنے مستقبل کا فیصلہ کثرتِ رائے پر کرے

قرآن اکثریت کو جاہل اور لاعلم قرار دیتا ہے گویا کہ self-determination اپنے اصل کے

اعتبار سے گمراہ کن مطالبہ اور کفریہ نظریہ ہے کیونکہ حق اکثریت کا محتاج نہیں۔حق خودارادیت اس شجریہ خبیثہ کی شاخ ہے جسے جمہوریت یعنی **democracy** کہتے ہیں اور آج پوری دنیا میں جمہوریت کا دور ہے اور **UNO** بھی اُن ہی اصولوں کو تسلیم اور ترتیب دیتا ہے جس کی اصل جمہوریت ہے اور جمہوریت کی جڑ انسانی حاکمیت ہے جو کہ الکفر ہے.اس لئے ان گمراہ کُن تصورات اور تہذیب کے ان نئے بتوں کو ہمیں توڑنا ہوگا چاہے ہمیں یہ بُت کتنے ہی بھلے اور خوشنما ہی کیونہ دکھے.کیونکہ یہ اُس خباثت کہ برگ وبار ہے کہ جس کی جڑ، بنیاد اور شاخے سب خباثت ہے جبکہ اللہ کو طیب پسند ہے اور اللہ کو خباثت پسند نہیں اسلئے اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ،

'آپ فرمادیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو'

(المائدہ:۱۰۰)

دوستوں اسلام نے اکثریت کو جاہل اور گمراہ قرار دیا ہے اسی لئے جمہوریت بھی گمراہی ہے اور اپنے مستقبل کا فیصلہ حق خودارادیت کے ذریعے کرنے کا مطلب ہی اکثریت یعنی خباثت کے ہاتھوں اپنی تقدیر لکھونا ہے گویا کہ اس تحریکِ حق خودارادیت کا نچھوڑ اور اصل لبِ لباب ہی خباثت کے ہاتھوں فیصلہ کروانا ہے.

(۴) **-:hero-worship** شخص پرستی کو **heroworship** کہتے ہیں یہ وہ بُت ہے کہ جس سے سارے لوگ باخبر ہے اور کوئی بھی مسلمان جان بھوج کر کسی شخصیت کی پرستش نہیں کرتا کیونکہ ادنا سے ادنا مسلمان بھی جانتا ہے کہ اسلام ایک خدا کی پرستش کرنے کی دعوت دیتا ہے جبکہ یہ پرستش کسی شخص کی محبت میں غلوں کرنے سے ہوتی ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں ہوتی اس لئے دین میں غلوں کرنے سے منع کیا گیا ہیں یہ محبت کا غلوں ہی تھا کہ جس نے حضرت عیسٰیؑ کو الوہیت کے درجے

تک پہنچادیا.

اسی طرح آج کشمیر کے اکثر لوگ شخص پرستی میں مبتلا ہو گئے کہ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آپ کے حریت قائدین اور لیڈران منہج نبویؐ پر نہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ زیادہ جانتے ہیں یا وہ. آپ کو کون جانتا ہے ہمارے حریت لیڈران کو پوری دنیا جانتی ہے. اُن بھائیوں سے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ معروفی اور غیر معروفی کوئی معیار نہیں بلکہ معیار اور حجت تو صرف کتاب اللہ اور سُنت رسولؐ ہے اور آپ کے قائدین اگر ۱۹۳۱ سے تحریک چلا رہے ہے تو ہم خدا کہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم پچھلے ۱۴۳۶ سالوں سے تحریک چلا رہے ہے. جس کا بانی خود اللہ اور اس کا قائد خود رسولؐ ہے ہماری تحریک تحریکِ خلافت ہے تمہاری تحریک کون سی تحریک ہے اسلئے ہمارا مقصد اور لائحہ عمل کتاب وسُنت کی روشنی میں متعین ہونا چاہئے کہی ایسا نہ ہو کہ آپ کتاب وسنت کو پسے پشت ڈال کر اپنے قائدین کی محبت میں اُن کی تقلید کا پٹہ اپنے گردن میں ڈال دے اور آپ اس کو اسکا احساس بھی نہ ہو اور کہی آپ اس حد کو یہ بڑھ جاے کہ یہودی اور عیسائیوں کی طرح اپنے قائدین اور علماء کو اپنا رب بنالو. جیسے اللہ پاک فرماتے ہے،

اِتخذوا احبارھم ورُھبانھم اربابا ً من دون اللہ، 'انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا ہے (التوبہ:۳۱)

(۵) freedom-:freedom آزادی کو کہتے ہیں یعنی کسی بھی خطہ زمین کے لوگوں کو کسی ظالم حکومت کے پنجے سے نجات دلانے کو آزادی کہتے ہیں. اور ہر کسی نظام کے کچھ اصول ہوتے ہیں کہ جن سے آگے وہ نہیں جاسکتا اور کچھ اصطلاحے ہوتی ہیں کہ جن کے ذریعے وہ پہچانا جاتا ہے امت کے نوجوانوں بالکل اسی طرح دین اسلام کے اپنے اصول، حدود اور اپنی اصطلاحے ہے کہ جن کے ذریعے سے اسلام کی اصل نمائندگی ہوتی ہیں. اسلئے اہل کشمیر کو چاہئے کہ وہ کتاب وسُنت کی بنیادی اصطلاحوں کو دنیا کے سامنے پیش کرے تا کہ وہ اپنے مقصد اور اپنے نصب العین کی صحیح ترجُمانی کر سکے.

جمہوریت نواز لیڈران جس آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں وہ خالص جمہوری بنیادوں پر مبنی ہے اور آزادی کے نعرے ہے اس سے اس مقصد اور نصب العین کی ترجمانی نہیں ہوتی کہ جس مقصد کی ترجمانی خلافت اور نفاذِ شریعت سے ہوتی ہے آزادی کا لفظ بھی اگرچہ حدیث میں ہے لیکن پھر بھی لفظ آزادی میں وہ جامعیت نہیں کہ جو خلافت اور نفاذِ شریعت میں ہے. کیونکہ اللہ تعالٰی نے لفظ آزادی کو کبھی بھی بنیاد بنا کر اسلام کی ترجمانی کے لئے استعمال نہیں کیا. آخر ہم آزادی کا نعرہ لگاتے ہی کیوں ہیں. کیا خلافت میں آزادی نہیں، کیا اسلام نعوذ باللہ اتنی محدود اصطلاح ہے کہ ہم اسلام کے ساتھ آزادی کا نام لیتے ہے. جمہوری نواز حریت قائدین کہتے ہیں کہ ہم اسلام برائے آزادی چاہتے ہے اسی لئے حریت (گ) کے تین اہداف، ا اسلام، آزادی اور اتحاد ملت ہے.

ذرا سوچوں اگر اسلام ہے پھر آزادی کیا ہے اگر اسلام یہاں اُس نظامِ حیات کی ترجمانی کرتا ہے کہ جس میں ہر شے بہ تمام و کمام مجود ہے ایمانیات سے لے کر عمرانیات تک۔ تو آزادی کو دوسرا ہدف کے کیا معنی. ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ کون سی آزادی ہے، یہ وہی آزادی ہے جو جمہوریت کے شجرہ خبیثہ سے پھوٹتی ہے کہ جسے UNO تسلیم کرتا ہے. یہ آزادی درحقیقت آزادیِ استصوابِ رائے عامہ ہے کہ (بقولِ حریت لیڈران) جس کے بغیر کشمیر میں غلبۂ اسلام ممکن نہیں اسلئے کشمیر میں جس آزادی کا نعرہ اول روز سے لگایا جارہا ہے یہ ایک نیابت ہے اسلئے جدوجہدِ آزادی اصل میں حقِ خودارادیت کی جنگ ہے تحریک حریت کے دستور میں صفہ نمبر ے میں آزادی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہے.

''اس تناظر میں تحریک حریت جموں و کشمیر کی تنظیم کا قیام صرف اور صرف اس لئے منصہ شہود پر آیا کہ استصواب رائے عامہ کے ذریعے ایک کروڑ تیس لاکھ عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع دیدیا جائے''

تحریک حریت نے بارہاں اعلان کردیا کہ استصوابِ رائے عامہ کا موقع فراہمکر کے جو بھی

اکثریت کا فیصلہ ہوگا وہ بغیر کسی تردد کے قبول کرلیا جائے گا یعنی وہ چاہتے ہے کہ لوگوں کو صرف اقوام متحدہ کی قراردادوں کے عملانے پر زور دینا چاہئے کیونکہ یہی حل متنازہ خط کی جغرفیائی وحدت برقرار رکھ سکتا ہے. فرقہ ورانہ میل ملاپ اور بھائی چارے کی سنہری اور صدیوں پرانی روایات کے تحفظ کی واحد ضمانت بھی یہی ہے اور سب سے بڑھ کر یہی جمہوری اور انسانی حل ہے.

یہ ہے وہ آزادی کہ جس کے آپ نعرے لگاتے ہو، یہ ہے اُس آزادی کی اصل حقیقت کہ جس کو آپ کے سامنے اسلام کا لباس پہنا کر پیش کیا جاتا ہے، یہ درحقیقت اُسی شجرہ خبیثہ کی ایک شاخ ہے اسی لئے اسے یورپین یونین کے وفد نے بھی تسلیم کیا. اسی لئے اس آزادی کو حاصل کرنے کا طریقہ پرامن، جمہوری اور اکثریت کی بنیاد پر ہی ہوگا. یہ ہے وہ نئے بُت کہ جن کو اسلام کا لباس پہنا کر ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے. اسلئے ہمیں ان تمام بتوں کو توڑ کر خلافت کا نعرہ لگانا ہوگا اور جس کے قیام کا واحد راستہ جہاد ہے اس کو اختیار کرنا ہوگا جمہوریت نواز حریت لیڈران خلافت یا نفاذ شریت کا نعرہ اسلئے نہیں لگاتے کیونکہ اس نعرہ کو UNO تسلیم نہیں کرتا اور خلافت، نفاذِ شریت اور جہاد کے علمبرداروں کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں.

(٦) Democracy:- جس کے معنی جمہوریت یعنی rule of the people یا عوام کی حاکمیت کے ہیں. یہ وہ باری اور بنیادی بُت ہیں کہ جس کی بدبو امت مسلمہ کے عوام ہی میں نہیں بلکہ خواص میں بھی خون کی طرح سرایت کرگئی ہے یہ جمہوریت وہ امہ الکفر اور کفرِ اکبر ہے کہ جس کے ذریعے دجالِ اکبر کا راستہ ہموار کیا جاتا ہے کیونکہ امتِ مسلمہ کے نام نہاد علما اور مفکر بن کر بھی اب انہی باتوں اور کاموں کو جائز قرار دیتے ہیں کہ جو جمہوریت کے اصولوں پر اُترتی ہو.

میرے دوستوں مغرب نے جمہوریت کو اتنا مزین اور خوبصورت بنا کر پیش کیا کہ کشمیر کے حریت

قائدین اس سے بالاتر ہوکر حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتے. کیونکہ اس جمہوریت نے ان کے دل دماغ میں اسطرح جھڑے پکڑی ہے کہ وہ شریعت کے بنیادی عقائد اور منہج نبوتؐ سے بہت دور نکل گئے ہیں. مگر الحمدُ اللہ ہماری امت کے اکابرین نے ہمیشہ اس جمہوریت اور اسکے باطل طریقوں اور اصولوں کو رد کیا ہے اور انہے گمراہ کن اور کفر قرار دیا ہے.

آیئے دیکھتے ہے کہ اس کے بارے میں اسلافِ امت اور اکابرینِ وقت کیا فرماتے ہیں جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے.

حضرتِ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں، ''ولما كانت المدينه ذات اجتماع عظيم لا يمكن ان يتفق لا جميعا على حفظ السنته العادلته''۔۔ جبکہ شہر انسانوں کے بڑے ہجوم کا نام ہے سو ان سب کی رائے کا سنت کی حفاظت پر متفق ہو جانا ناممکن ہے. (حجۃ اللہ البالغہ)

معلوم ہوا کہ جمہوری نظام، جو اکثریت کی موافقت کا محتاج ہوتا ہے، اس میں اسلام و مسلمانوں کی کامیابی ثابت کرنا دھوکے کے سوا کچھ نہیں. علامہ سید سلیمان ندویؒ اسلامی جمہوریت کے تصور کو رد کرتے ہوے لکھتے ہیں،

''جمہوریت اور جمہوری عمل کا اسلام سے کیا تعلق؟ اور خلافتِ اسلامی سے کیا تعلق؟ موجودہ جمہوریت تو سترہویں صدی کے بعد پیدا ہوئی ہے یونان کی جمہوریت بھی موجودہ جمہوریت سے الگ تھی، لہذا اسلامی جمہوریت ایک بے معنی اصطلاح ہے ہمیں تو اسلام میں کہیں بھی مغربی جمہوریت نظر نہیں آئی اور اسلامی جمہوریت تو کوئی چیز ہے ہی نہیں، معلوم نہیں اقبالؒ مرحوم کو اسلام کی روح میں یہ کہاں سے نظر آئی.... جمہوریت ایک خاص تہذیب و تاریخ کا نعرہ ہے اسے اسلامی تاریخ میں ڈھونڈنا معذرت خواہی ہے.''

مفتی محمود حسن گنھوہیؒ کا فتویٰ جو اس نے جمہوریت پر ایک سوال کے جواب پر دیا،

''حضرت شاہ ولی اللہؒ نے جمہوریت کی تردید فرمائی ہے۔ وہاں قوانین واحکام کا دارومدار دلائل پر نہیں بلکہ اکثریتِ رائے سے فیصلہ ہوتا ہے پس اگر کثرتِ رائے قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو اسی پر فیصلہ ہوگا۔ قرآن کریم نے اکثریت کی اطاعت کو موجبِ ضلالت فرمایا ہے۔۔ وانّ تطع اکثر منَ فی الا رضِ یُضلوك عن سبیل اللہ (اگر آپ زمین میں اکثریت کی پیروی کرے گے تو وہ آپ کو اللہ کے راستے سے گمراہ کرے گے)

اہل علم، اہل دیانت، اہل فہم کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ خلفائے اربعہؓ حضورؐ کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، انہوں نے اس کے خلاف کوئی دوسری راہ اختیار نہیں کی۔

مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ فرماتے ہیں، ''دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دین ووٹ کے ذریعے سے ، مغربی جمہوریت کے ذریعے سے غالب نہیں ہوگا، اس لئے کہ دنیا کے اندر اللہ کے دشمنوں کی اکثریت ہے، فساق وفجار کی اکثریت ہے اور جمہوریت جو ہے وہ بندوں کو گننے کا نام ہے تولنے کا نہیں.....دنیا میں جب بھی اسلام غالب ہوگا تو اس کا واحد راستہ وہی ہے جو اللہ کے نبیؐ نے اختیار کیا تھا اور وہ جہاد کا راستہ ہے''

دوستوں یہ ہے وہ جمہوریت اور اس کے اصولوں پر مرتب ہونے والا نظام اور طریقِ کار کہ جسے ہمارے اسلاف نے رد کیا ہے اور ساتھ ہی ان باطل اصولوں اور گمراہ طریقِ کار کو چھوڑ کر خلافت اور منہج نبوت یعنی جہادِ فی سبیل اللہ کی طرف رہنمائی کی ہے۔ جمہوریت کی اس تاریکی کو مزید سمجھنے کے لئے اور علماں حق کا اس سے اظہارِ برات کو جاننے کے لئے مولانا محمد عمر عاصم حفظ اللہ کی کتاب، ''ادیان کی جنگ۔ دینِ اسلام یا دین جمہوریت'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

غیر اسلامی راستے سے اسلام کا غلبہ ممکن نہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ومن یُشاققُ الرّسول منِ بعدِ ما تبین له الهُدی و یتبع غیرسبیل المومنین نوله ما تولّی و نُصله جهنّم (النسا':۱۱۵). ''
اور جوکوئی رسولؐ کی مخالفت کرے گا، بعد اسکے کہ اس کے سامنے ہدایت واضح ہو چکی، اور اہل ایمان کے راستے سے ہٹ کر چلے گا، ہم اس کو اسی کے حوالے کریں گے جس کو اس نے اپنا بنایا ہو اور ہم اس کو جہنم میں پہنچا دیں گے''

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، ''جوکوئی محمدؐ کی لائی ہوئی شریت سے ہٹ کر کسی اور راستے پر چلا، تو وہ محمدؐ سے مخالفت میں پڑ گیا''

یعنی غیر اسلامی راستے سے اسلام کیسے آ سکتا ہے؟ وہ تو محمدؐ کے راستے سے ہٹ کر پہلے ہی رسولؐ کی مخالفت مول لے کر بیٹھا، اور جو رسولؐ کی مخالفت مول لے لے اس کو دنیا و آخرت میں کون کامیاب کر سکتا ہے؟ بقول شیخ سعیدیؒ ،

خلافِ پیغمبرؐ کسے رہ گزیر کہ ہرگز بہ منزل یہ خواہد رسید

مولانا محمد عمر عاصم فرماتے ہیں، 'جو چاہے دیکھ لے، الجزایر سے لے کر فلپائن، عبرت کی داستانیں بکھری ہوئی ہیں جنھوں نے رسول اللہ اور صحابہؓ کے راستے سے ہٹ کر اسلامی انقلاب لانا چاہا ان کا کیا بنا؟ الجزایر کے بعد اب مصر کی عبرت ناک کہانی بھی نِگاہوں کے سامنے ہے؛ اگر چہ آج بعض ممالک میں بعض قوتوں کو اسلام کے نام پر اقتدار مل گیا ہے، لیکن اسلام آج بھی جمہوریت کی پارلیمنٹ کا محتاج ہے، جس طرح اسلام کو منظور کرانے کے لئے پہلے در در کی ٹھوکریں کھانی پڑتی تھیں، انقلاب آنے کے بعد بھی محمدؐ کی شریعت پارلیمنٹ کی منظوری کی محتاج بنی ہوئی ہے. سو یاد رکھنا چاہئے کہ کسی نام نہاد مذہبی جماعت کو اقتدار مل جانے کا نام اسلامی انقلاب نہیں. اسلامی انقلاب کی نظیر دیکھنی ہو تو افغانستان

میں طالبان کے نظام کو دیکھ لے....'(ادیان کی جنگ)

اہل کشمیر اب آپ سمجھ گئے ہوگے کہ یہ جمہوریت امہ الکفر ہے اور خلافتِ اسلامیہ کی ضد بھی ہے کیونکہ خلافت اسلامیہ میں حاکمیت اللہ سُبحان وتعالیٰ کی ہے اور جمہوریت میں عوام کی حاکمیت ہے اور اس کفریہ جمہوریت کی بنیاد پر وجود میں آنے والے طریقِ کار چاہئے election ہو یا رائے شماری یا اور کچھ ان باطل طریقوں پر غلبہ اسلام، نفاذ شریعت یا اسلام اور مسلمانوں کے لئے کوئی خیر ڈھونڈنا بے وقوفی اور وقت کا ذیاں ہے. اور عالمی باطل قوتوں کے پاس اپنے مسلئہ لے جانا اور اُنہے حکم تسلیم کرنا منافقت ہے اس بارے میں بانی القائدہ شیخ عبداللہ عزٰ ام شہیدؒ فرماتے ہے جب افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کر رہا تھا،

''امریکہ اور روس جس سیاسی حل کی تلاش میں سرگرمی دکھا رہے ہیں وہ شرعاً باطل اور عقلاً ناجائز ہے. فلسطین وغیرہ کے تجربے ہمیں سکھا چکے ہیں کی ہمارا حل اصل میں بندوق کے شعلوں میں ہی مضمر ہے اور اپنے مسئلے کو بین الاقوامی کمیٹیوں اور عالمی مجلسوں کے حوالے کرنا اصل میں اسے ردی کی ٹوکری کے حوالے کرنا اور اس کی سُست رؤموت کے حوالے کرنا ہے، بلکہ سیاسی حل شرعاً باطل ہے.''

(میدان پکارتے ہیں).

ابن جریر طبریؒ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں: (النساء:۱۱۵)۔۔ و یتبع طریقاً غیر طریق أهل التّصدیق و یسلک منهما جا غیر منها جهم، و ذٰلک هو الکفر باالله لانّ الکفر باالله ورسوله غیر سبیل الموئمنین وغیر منها جهم. ''اور اہل ایمان کے راستے کے علاوہ دوسرے راستے پر چلے، اور ان کے منہج کے علاوہ کسی اور منہج کو اختیار کرے، یہ اللہ کے ساتھ کفر ہے، کیونکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کرنا، اہل ایمان کا راستہ اور منہج نہیں ہے۔

کیاان جمہوری طریقوں کوباطل ہونے کے لئے اتناہی کافی نہیں کہ یہ رسولؐ اور اصحابِ رسولؐ کا راستہ نہیں ہے؟ غلبہ دین اور نفاذِ شریعت کے لئے رسول اللہؐ اور صحاب کرامؓ کی مقدس جماعت نے قتال فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار کیا، جبکہ جمہوریت اس قتال فی سبیل اللہ کو حرام قرار دیتی ہے۔

نُو لِهِ ما تَوَلیٰ کا مطلب اور اہل جمہوریت کے لئے عبرت: علامہ ابن کثیرؒ اس کا مطلب یوں بیان فرماتے ہیں، ''جب کوئی (اس شریعت کے علاوہ) کسی اور راستے پر چلتا ہے تو ہم اس کو اسی پر اس طرح چلا دیتے ہیں اس کے دل میں اس راستے کو خوب صورت بنا دیتے ہیں اور مزین کر دیتے ہیں، استدراج کے طور پر جیسا کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (مجھے اور اس بات کا انکار کرنے والوں کو چھوڑ دیجئے، میں ان کو آہستہ آہستہ جہنم کی طرف لے جاؤں گا کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے گا: القلم:۴) اور اللہ کا فرمان ہے کہ جب وہ شک میں پڑ گئے تو اللہ نے ان کے دلوں میں بھی شک میں ڈال دیا. (الصف:۵)

خلافت کا قیام چھوڑ کر اس کفریہ جمہوری نظام اور بین الاقوامی کمنٹیوں سے اپنا مسلئہ حل کرانے میں (حریت لیڈران) مگن لوگوں کی گمراہی کا سبب یہی ہے جو اللہ نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے شیطان نے اس جمہوریت کے راستے کو ان کے سامنے اس قدر خوبصورت بنا دیا ہے کہ اس کو چھوڑنے کا اب تصور بھی نہیں کر سکتے، مگر وہ جو حق کا طلب گار ہو.

منہج نبویؐ

تمام جمہوری طریقوں کو رد کر کے ہمیں منہج نبویؐ کو سمجھنا اور اسی کے مطابق چلنا ہوگا مختصراً ہم یہاں منہجِ نبویؐ کی وضاحت کرے گے.

شریعت اسلامی میں جب کسی بھی حکم پر عمل کیا جائے گا تو وہ عمل اُس وقت تک قبول نہیں ہوگا جب

تک کہ اُس حکم پر رسول اللہؐ کے طریقے کے مطابق عمل نہ کیا جائے. مثلاً اللہ کا فرمان ہے، وَاَقِمِ الصلوٰ تہ، 'نماز قائم کرو'. یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن جب تک ہم نماز کو اُسی ترتیب اور طریقوں سے ادا نہیں کرے گے کہ جس ترتیب اور طریقوں سے رسول اللہؐ نے ادا فرمائی تو نماز قبول نہیں ہوگا، اس لئے رسول اللہ نے فرمایا کہ، 'صلّوا کما رایتمونی اُصلّی' (جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس طرح نماز پڑھو).

میرے دوستوں نماز دین کا ایک اہم ستون ہیں جب نماز رسول اللہؐ کے بتائے ہوئی ترتیب اور طریقے کے علاوہ کسی اور ترتیب اور طریقے پر قبول نہیں تو پورے دین کو بالفعل قائم کرنے میں کسی دوسرے طریقے کو قبول نہ کیا جائے گا. منہج نبویؐ کے بغیر کسی اور طریقے کو اختیار کرنا منہج نبویؐ کی مخالفت، حق سے انحراف اور ہدایت کے بدلے ضلالت کو خریدنا ہے. جمہوریت نواز لیڈران اور ان کے پیرو کار کہے گے کہ ہم منہج نبویؐ کی مخالفت نہیں کرتے، ہم منہج نبویؐ یعنی جہاد کے محازوں پر کام کرنے والوں کی بھی تائد کرتے ہے، ہم نے یہ راستہ اور طریقہ اسلئے اختیار کیا ہے کیونکہ ہم کمزور ہے اور ہم عالمی برادری کے سامنے اپنا موقف واضع کرنا چاہتے ہے اور عالمی قوتوں کو اپنی مظلومی دکھا کر اپنا مسلئہ حل کرانا چاہتے ہیں لیکن منہج نبویؐ سے انحراف کے نتیجے میں ان کا عذر دربارِ خداوندی میں قبول نہ ہوگا. کیونکہ اِن کا طریقہ اور مسئلہ ایک بودہ فلسفہ ہے اور عالمی کفری طاقتوں کے سامنے اپنی مظلومی کے راگ الاپنا درحقیقت گداگری ہے. یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ کوئی بھی عمل اس وقت تک اچھا عمل یعنی نیکی نہیں کہلا سکتا جب تک اس میں دو باتیں نہ ہو، اول صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔ دوم یہ کہ رسول اللہؐ اور صحابہؓ کے طریقے پر ہو.

فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا ہے، 'العمل الحسن هو اء خلصه، و أصوبه، قالوا: يا أبا علي! ما اخلصه، و اصو به؟ قال: ان العمل إذا كان خالصاً

لم یقبل: حتیٰ یکون خالصاً صواباً: و الخالص ما کان اللہ، و الصواب ما کان علی السنتہ.' (نیک عمل وہ ہے جو اخلاص والا اور درست ہو، لوگوں نے پوچھا، اے ابوعلی یہ اخلاص والا اور درست عمل کون سا ہوتا ؟ فرمایا، 'بے شک عمل اگر خالص ہو اور درست نہ ہو، تو وہ قبول نہیں کیا جاتا، اور جب درست ہو لیکن خالص نہ ہو تو وہ بھی قبول نہیں کیا جاتا... خالص عمل وہ ہے جو صرف اللہ کے لئے ہو، اور درست عمل وہ ہے جو رسول اللہ کی سُنت کے مطابق ہو.

اس لئے یاد رکھنا چاہئے کہ منہج نبویؐ کے بغیر کوئی بھی طریقہ اختیار کیوں نہ کیا جائے اور چاہے کتنا ہی اخلاص وخلوص کیوں نہ ہو وہ طریقہ ہرگز قبول نہ ہوگا اور نہ اُس سے کوئی خیر برآمد ہوسکتا ہیں، کیونکہ رسول اللہؐ نے فرمایا، ''جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے، تو وہ عمل رد کردیا جائے گا'' (صحیح مسلم).

بالکل اسی طرح غلبہ دینِ حق، احیائے خلافت ونفاذ شریعت کے لئے نبیؐ برحق کو مبعوث فرمایا گیا تا کہ یہ دینِ حق تمام ادیانوں پر غالب ہو، تا کہ لوگ خلافت کے تحت زندگی گزارے اور رب العالمین کی کامل بندگی ہو، تا کہ انسانی خواہشات اور خیالات پست ہو اور پوری زمین پر شریعت کے مطابق فیصلے ہو اور اس کا واحد راستہ جہاد وقتال فی سبیل اللہ ہے اللہ کا فرمان ہے،

کُتِبَ عَلیکم القتال و ھو کُرہٌ لکم ''تم پر جنگ فرض کردی گئی اور وہ تم کو گراں معلوم ہوتا ہے'' (البقرہ:۲۱۶).

یہ قتال چاہے طبیعتوں پر کتنا ہی ناگوارہ گزرے لیکن یہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک غیر اللہ کی حاکمیت زمین پر ختم نہ ہو جائے. اس لئے اللہ فرماتے ہے

، و قا تلو ھم حتیٰ لا تکون فتنتٌ و یکون الدّین کلہُ اللہ (الانفال:۳۹).اور رسول اللہؐ نے فرمایا: یعثتُ بین یدیّ الساعتہ با سیفِ حتیٰ یُعبد اللہ وحدہُ

لا شریک لہ...'مجھے قیامت تک کے لئے شمشیر کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے یہاں تک کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت 'خالص ہونے لگے...اور دوسری حدیث میں فرمایا 'الجھاد ماضٍ الیٰ یوم القیٰمتہ 'یعنی جہاد یوم قیامت تک جاری رہے گا.

ایک طرف رسولاللہؐ نے فرمایا کی قیامت تک جہاد جاری رہے گا اور مجھے قیامت تک کے لئے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے یعنی قیامت تک جب بھی کبھی اس دین کو غالب کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کا واحد راستہ قتال فی سبیل اللہ ہے اور یہ وہ بنیادی اصول ہے کہ جس میں کوئی ترمیم یا تغیر نہیں ہوسکتا. کیونکہ یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے اس لئے یہ ایک ابدی اصول ہے نہ کہ وقتی ضرورت.

یہ وہ اصول ہے کہ جس کے بارے میں قرآن کریم کی سینکڑوں آیات نازل ہوئی، ہزاروں حدیث بیان ہوئے، کئی حکمت پر، کئی فرضیت پر، کئی غنائم پر، بلکہ ایک مکمل فقہ جسے فقہُ الجہاد کے نام سے جانا جاتا ہے. اور یہ ایک دلیلِ قطعی ہے کہ رسول اللہؐ نے جب غلبہ دین کے لئے قتال کا راستہ اختیار کیا تو قیامت تک دین کا غلبہ ممکن نہیں جب تک کہ ہم بھی قتال فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار نہ کرے اور اسوہ حسنہ کی اتباع نہ کرے.

رسول اللہؐ نے واضح طور پر ایک گروہ کے بارے میں بشارت دی کہ وہ حق پر قیامت تک لڑتے رہے گے اور ان کی مدد کی جائے گی. 'لا تزال طائفتہ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین علی من ناواھم حتیٰ یقاتل آخر ھم المسیح الدجال' (میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لئے قتال کرتی رہے گی، جس نے ان سے دشمنی کی یہ اس پر غالب رہے گے، یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی: ابوداؤد) اور ...'لا تزال طائفتہ من امتی علی الحق منصورتہ لا یضوھم من خالفھم ولا من خذلھم حتیٰ تقوم الساعتہ '.(میری امت میں سے ایک جماعت کی ہمیشہ مدد کی جاتی

رہے گی، ان کی مخالفت کرنے والے اور انہیں بے یار مددگار چھوڑنے والے ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم کی جائے گی: البخاری، مسلم)

یہ منہج نبویؐ ہے کہ جس کے بغیر غلبہ دین ناممکن ہے اور اسی میں ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے اور یہی خیرِ اعظم ہے اور اس کے بغیر جو بھی راستے ہے وہ سب گمراہی کی طرف لے جانے والے ہے اور آخرت میں بڑے خسارے کی طرف لے جانے والے ہے. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وان هٰذا صراطي مستقيماً فا تبعوه، ولا تتبعوا السبيل فتفرق بكم عن سبيله، ذٰلكم وٰصكم به لعلكم تتقون .(الانعام: ۱۵۴) 'اور یہ دین میرا راستہ ہے جو کہ مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اسکی (یعنی اللہ کی) راہ سے جدا کر دیں گی، اسکا تم کو اللہ نے تاکید کا حکم دیا ہے تا کہ تم (اس راہ کے خلاف کرنے سے) احتیاط رکھو.

مسلہ کشمیر یا مسلہ خلافت

اور جہادِ کشمیر کی شرعی بنیاد

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ مسلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے آج تک جتنی تحریکے اُٹھی ہے خصوص ۱۹۴۷ء سے اُن سب کی بنیاد اور اساس تقسیم ہند کا فلسفہ (یعنی دوقومی نظریہ) ہی ہے. پھر جب اقوام متحدہ نے کشمیر کو متنازہ قرار دیکر اس کا واحد حل جمہوریت کا بنیادی اصول حقِ خودارادیت یا رائے شماری قرار دیا تو کشمیر کی جمہوریت نواز قیادت نے اسے بنیاد بنا کر اپنی تحریک چلائی. پھر اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے سیاست کا سہارا لیا گیا اور کبھی عسکریت کا اور کبھی اجیٹیشن کا۔ تا کہ عالمی کفری مرکز ہمارا مسلہ حل کرے .اور کشمیری عوام کو رائے شماری کا حق پورا پورا دے دیا جائے کہ وہ

اپنے مستقبل کا فیصلہ کر سکے. لیکن رائے شماری کے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جتنے بھی طریقے اپنائے گئے ، اُنہے اسلام کا لباس پہنا کر عوام الناس کے سامنے پیش کیا گیا. کیونکہ عوام الناس نے اسلام کے نام پر ہمیشہ قربانیاں دی ہیں. لیکن حقیقت میں اس مسلہ کی بنیاد جمہوری تھی. اور تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں جب بھی مسلہ کشمیر پر بات ہوئی تو کسی نے بھی آج تک اس مسلے کو شریعت و خلافت کا مسلہ نہیں کہا. بلکہ انہوں نے انہی امور پر بات کی جنہیں جمہوریت تسلیم کرتی ہے اور پورا عالم کفر بھی تسلیم کرتا ہے یعنی متنازہ اور رائے شماری وغیرہ کیونکہ کشمیر کی قیادت نے اس کو ان ہی بنیادوں پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے. اُنہوں نے کبھی شریعت کو بنیاد ہی نہیں بنایا اور نہ ہی منہج محمدؐ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا لائحہ عمل واضع کیا. بلکہ متنازہ اور رائے شماری کے کفریہ فلسفے کو ہی اسلامی لباس پہنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا اسی لئے یہ مسلہ ،مسلہ کشمیر بن کے رہ گیا نہ کہ مسلہ خلافت اور یہ تحریک ،تحریک حقِ خودارادیت بن کر رہ گئی نہ کہ تحریکِ اسلامی. اب حقیقت ہمارے سامنے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے.

مگر ان تمام تصورات کے برعکس بندہ مومن جب اپنی تحریک اور جدوجہد کا آغاز کرے گا تو وہ اسلامی شریعت کو بنیاد بنائے گا اور منہج نبویؐ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا طریقِ کار اور ہدف متعین کرے گا. ان کی دعوت دعوتِ توحید ہوگی اور انُ کی تحریک ،تحریک الجہاد القتال ہوگی. اُن کا مسلہ مسلہ کشمیر نہیں بلکہ مسلہ خلافت ہوگا.

اب ہم جہادِ کشمیر کی شرعی بنیادوں پر بات کرے گے۔ سب سے پہلے تو اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیجئے کہ اس وقت جہاد صرف کشمیر ہی میں فرض عین نہیں بلکہ پوری دنیا میں ہو چکا ہیں. کیوں نکہ پوری دینا اس وقت ایک **global village** کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جہاں ایک طرف حق ہے تو دوسری طرف باطل ،ایک طرف اسلام ہے تو دوسری طرف کفر ،اور ایک مسلمان کو اس کا یقین ہونا

چاہئے کہ الکفر ملت واحد ہے اور کافروں کا مشترکہ دشمن، اسلام ہے. اور تاریخ گواہ ہے کہ سرد جنگ کے بعد کافر ملتوں نے ایک دوسرے کے خلاف کوئی لڑائی نہیں کی اور اس کے برعکس کفر کے ملت واحد کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ دہشتگردی کے خلاف دنیا میں ایک جنگ شروع کی کہ جو توحید کے نام پر وجود میں آنے والے نظام کے خلاف جنگ ہے۔ یہ جنگ دراصل شریعت الٰہی کے خلاف جنگ ہیں اسلئے اس جنگ کی ابتداء سرزمین افغانستان سے ہوئی جہاں اسلامی حکومت قائم و دائم تھی اور آج یہ جنگ پوری روئے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہیں. درحقیقت یہ حق و باطل کا وہ ازلی معرکہ ہے کہ جو حضرتِ آدم سے لے کر حضرتِ محمدؐ تک، اور حضرت محمدؐ سے لے کر عالمی خلافت تک جاری رہے گا اور حق و باطل کا یہ معرکہ اب اپنے آخری مرحلے تک پہنچ چکا ہیں کہ جس میں حق غالب آجائے گا اور پوری دنیا میں عالمی سطح پر خلافت کا نظام قائم ہو جائے گا.

اس لئے آج ہم کسی مخصوص خطہ زمین کو سامنے رکھ کر اپنے جہاد کا آغاز نہ کرے گے بلکہ پوری زمین میں تمام طاغوتی حکومتوں اور کفری طاقتوں کو نشانہ بنا کر اپنے جہاد کا آغاز کرے گے اور یہ جہاد وقتال تب تک جاری رہے گا کہ جب تک حق و باطل کے اس ازلی و ابدی معرکہ میں حق کو مکمل غلبہ حاصل نہ ہو اور پوری زمین پر خلافت کا نظام قائم نہ ہو. رہی کشمیر مین جہاد کی شرعی بنیاد تو اسے ہم دو مرحلوں میں بیان کرے گے.

اقدامی جہاد: اقدامی جہاد حقیقت میں دین کی فطرت ہے یہ وہی فطرت ہے کہ جس پر اللہ نے زمینوں اور آسمانوں اور جو کچھ ان میں ہے کو پیدا کیا کہ وہ سب چیزے پیدائشی طور پر اللہ کے مطیع اور فرمان بردار ہے. اقدامی جہاد کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ فطرت کی اصل کو بنیاد بنا کر اپنی

حرکت کا آغاز کرتا ہے. پھر یہ دعوت اپنے پہلے لمحے سے ہی توحید خالص کی طرف پکار سے شروع ہوتی ہے اور لوگوں کو اس ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرتی ہے پھر جب لوگوں کا ایک گروہ اس دعوت پر لبیک کہہ کر اس کے نیچے جمع ہو جاتا ہے. اس کی خاطر قربانیاں دینا شروع کر دیتا ہے. اور اس کو غالب کرنے کی کوشش میں عمر کھپانے لگتا ہے. اس مقصد کے آگے بہت سے باطل گروہ آڈے آتے ہیں جس کے ساتھ ہی حق و باطل کا معرکہ شروع ہو جاتا ہے. پر یہ وہ لوگ ہیں جن کی مدد اللہ کرتا ہے. انہیں زمین پر اقتدار دیتا ہے اور انہیں اپنی شریعت کی مدد کرنے کا ذریعہ بنالیتا ہے.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هو الّذی ارسل رسوله بالهدٰی و دین الحقّ لیظهرهُ علیٰ الدین کله و لو کره المشرکون (الصف:۹) وہی ہے جس نے ہدایت اور دینِ حق دے کر اپنا رسول بھیجا تا کہ اُسے ہر دین پر غالب کردے، چاہے یہ مشرکوں کو نا گوارہ ہی گزرے..

دوسری جگہ فرماتے ہے: لقد ارسلنا رُسلنا بالبیناتِ و انزلنا معهم الکتاب والمیزان لیقوم النّاس بالقسط.(الحدید:۲۵) ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایت کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہو.

اللہ نے شریعت کو اسی لئے نازل کیا تا کہ زمین میں اللہ کا دینِ حق غالب ہو اور معاشرے میں عدل و انصاف قائم ہو. کیونکہ انسانی عقل کیسے بھی قانون بنائے وہ معاشرے میں عدل و انصاف نہیں کر سکتے اور جب توازن بگڑ جائے گا تو زمین میں فساد برپا ہو جائے گا. اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہے:

ولو اتبع الحق اهواهم لفسدت السمٰوٰات والارض ومن فی هنن.

(مومن)..'اور اگر حق خواہشات کی پیروی کرے گا زمین وآسمان اور ان کے درمیان فساد رونما ہوگا'.

حقیقت میں یہ دین پورے عالمِ بشریت کے لئے ایک اعلانِ عام بن کر آیا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس دین کے عمل کا میدان زمین پر بسنے والے سارے انسان ہیں. پھر جب بھی اللہ چاہے تو اس دین کو سارے جہاں کے گوشوں میں غالب کردے تو جہاد اس کی حتمی اور لازمی ضرورت بن جائے گا کیونکہ دعوت دین کے اس کام میں سخت اور دشوار گزار گھاٹیاں شروع ہی میں اسکا راستہ روکنے آکھڑی ہوں گی. یہ وہی گھاٹیاں ہیں جن پر جہالت کا محل قائم ہے. جاہلیت کی اس چٹان سے معرکہ آرائی کے دوران میں بہت ساری رُکاوٹیں اس کا راستہ روکیں گی. رکاوٹوں کی اس بھرمار اور جاہلیت کی اس شدید مزاحمت کی صورت میں اس دین کے لئے جو انسانیت کو بچانے کے لئے آیا ہے، یہ ممکن نہیں کہ انسان گردن سے ہاتھ باندھے محض زبان سے تبلیغ کرتا رہے اور شمشیر وسناں اس جاہلیت کے لئے چھوڑ دے جو پہلے ہی اپنی حفاظت اور اسلام کے پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے حرکت میں آچکی ہے.

يريدون ليطفعوا نور الله بافواء هم (الصف:٨) 'وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور اپنے منہ (کی پھنکوں) سے بجھادیں'.

لیکن جاہلیت حرکت میں آئے یا نہ آئے اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ حاکمیتِ خداوندی کی بنیاد پر معاشرے میں شریعت کو نافذ کرنے کے لئے اور بعثت نبوی کی تکمیل کے لئے حرلت میں آئے اور حق وباطل کے اس ازلی وابدی معرکے میں قانون ہے کہ: ولولا دفع الله بعضهم ببعضٍ، لفسدت الارض و لٰكن الله ذو فضل العالمين.(البقره:٢٥١) 'اور اگر اللہ بعض لوگوں کے ذریعے بعض دوسرے لوگوں کو دور نہ کرتا رہتا، تو زمین میں فساد مچ جاتا، لیکن اللہ سارے جہانوں پر فضل ومہربانی کرنے والا ہے'.

اس کے تحت اپنی ذاتی حرکت کا آغاز کرے حق اور باطل کے درمیان کارفرمان یہ قانونِ تدافع ہی وہ اصل ہے جو زندگی کی صحت وصلاحیت کی حفاظت کرتا ہے. ورنہ زندگی کمزور اور تعفن آمیز ہو جاتی اور لوگوں کی کرتوتوں سے بحر و بر میں فساد برپا ہو جاتا.

الا تفعلوہ تکن فتنتہ فی الارض وفساد کبیر.(الانفال:۷۳) 'اگر تم یہ جہاد نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا'. یہ جہاد کسی خطہ زمین، کسی قومیت کی دفاع کے لئے نہیں بلکہ یہ اس عقیدے و توحید کی جنگ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ تمام ادیان و مذاہب پر غالب کر دینا چاہتا ہے اسلام کسی مخصوص قوم کا دین یا کسی وطن کا نظام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی شریعت اور کل عالم کا نظام ہے اس کا حق ہے کہ وہ حرکت کی ابتداء کرے، اس کا حق ہے کہ انسان کی آزادی اختیار پر قابض نظاموں اور حالات کی رُکاوٹوں کا سر کچلنے کے لئے اپنی حرکت کا آغاز کرے. کیونکہ نوعِ انسانی اس دین کا اصل موضوع ہے اور زمین اس کا وسیع میدان. اور یہی وہ حقیقت ہے کہ جس کی ترجمانی صحابہِ رسولؐ

نے رُستم کے دربار میں کی تھی۔

اللہ ابعثنا، لنخرج من شاء من عبادتہ العباد الیٰ عبادتہ اللہ ومن ضیق الدنیا الیٰ معتھا، ومن جور الادنان الیٰ عدل الاسلام. 'ہمیں اللہ نے بھیجا ہے اس لئے کہ جسے اللہ چاہے، اسے ہم بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں دیں، اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر دنیا کی وسعتوں میں پہنچا دیں اور ظالمانہ نظاموں سے نکال کر اسلام کے عدل وانصاف پر لے آئے.(البدایہ والنہایہ: ج.۷ص ۳۹)'

یہ ہے اس دین کی روح اور اس کا مزاج، ہاں یہی اقدامی جہاد ہے جو کہ اس دین کی اصل فطرت ہیں اور صدرِ اول سے مسلمانوں کا یہی طریقِ کار ہے.

یہ وہ حقیقت ہے کہ جسے بنیاد بنا کر ہمیں کشمیر میں شرعی جہاد کا آغاز کرنا ہے اس حقیقت سے بہرا اور ہونے کے بعد نہ ہمیں کسی فلسفے تاریخ کو سمجھنے کہ ضرورت ہے اور نہ جمہوریت (کفر) کے راگ الاپ کر کر عالمی کفری طاقتوں کے سامنے گڑگڑانے کی ضرارت ہے. یہ وہ مثبت اساس ہے کہ جس کے بعد ہمیں دین کی فطرت وحقیقت سے باہر اپنے مسلہ کو سمجھنے اور اُسے حل کرنے کی ضرورت نہیں.

دفاعی جہاد

دفاع دراصل کسی حقیقت کے استحکام اور اس بقاء کے لئے کیا جاتا ہیں اور یہاں وہ حقیقت دارالاسلام، عقیدۂ توحید، دینِ حق اور اس دینِ حق کے پیروں کاروں کی عزت وحرمت ہے. دفاعی جہاد کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں دعوت نہیں دی جاتی صرف جنگ ہوتی ہے. اور یہ جنگ تب تک جاری رہتی ہے جب تک ارض المسلمین کو کفار، مشرکین ومرتدین سے بالکل پاک نہ کیا جائے اور وہاں اللہ کا

نظام قائم نہ کیا جائے. اللہ تعالیٰ فرماتے ہے، ’ومالکم لا تقاتلوں فی سبیل اللہ و المستقفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا ھٰذا القریتہ الظالم اھلھا واجعل لنا لدنک ولیاً واجعل لنا من لدنک نصیراً ’النساء:۷۵)‘ ..آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کے خاطر نہ لڑوں جو کمزور پا کر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا: ہم کو اس بستی سے نکال لے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی ومددگار پیدا کردے.

اس آیت کا اجمالی مطلب یہ ہے کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ اور مستقفین کے خاطر لڑنے کے لئے نہیں نکلتے حالانکہ وہ تمھیں پکار رہے ہیں کہ تم اللہ کے ولی، دوست اور مددگار کی حیثیت سے ان کی

مدد کو اور انھیں ظالمون کی قید سے چھڑاؤ.

دوستوں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے دین اور مستضفین کے خاطر جو کہ زمین میں دبا لئے گئے ہیں میدانِ قتال کی طرف دعوت دیتا ہے اس لئے ابنِ قدامہ ؒ فرماتے ہے کہ،

اذا نزل الکفار ببلد تعین علی ائهله قتالهم و دفعهم (المغنی)'

جب کافر کسی شہر میں اتر آئیں تو اس شہر والوں کے لئے ان سے لڑنا اور ان کا دفاع کرنا (فرض عین) ہو جاتا ہے.

علامہ ابن تیمیہ ؒ لکھتے ہے، ''اگر دشمن کسی مملکت پر حملہ آور ہو تو اس میں کوئی شک نہیں ہیں کہ اسکا مقابلہ کرنا قریبی (اگر وہ نہ کرسکیں تو اس کے بعد والی قریبی) آبادیوں پر واجب ہے، کیونکہ ساری اسلامی مملکتیں ایک ہی اسلامی مملکت کی طرح ہیں اور ایسی حالت میں والدین اور قرض دار خواہان کی اِجازت کی پرواکئے بغیر نکلنا فرض اور واجب ہو جاتا ہے. (الفتاوی الکبری: ج۔۴، ص۔۶۰۸).

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ ؒ کتاب الاختیار العلمیہ ضمیمہ فتاوی الکبریٰ جلد چہارم صفہ ۶۰۸ پر فرماتے ہیں: ''دفاعی جنگ دشمن کو دین کی عصمت اور عزت پائمال کرنے سے روکنے کے لئے سب سے مشکل طریقہء جنگ ہے اور اجماع کی رو سے واجب ہے، بلکہ ہمارے دین میں فتنہ وفساد مچانے کی غرض سے حملہ آور ہونے والے دشمن کا مقابلہ کرنا ایک ایسا عمل ہے کہ ایمان لانے کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے.''

آگے فرماتے ہیں، ''اگر دشمن مسلمانوں پر حملے کا ارادہ کرے تو متاثرہ سب مسلمانوں پر واجب ہو جاتا ہے کہ اسکی مزاحمت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں. ہر مسلمان پر اس فریضے کی ادائیگی کا واجب اس کی امکانی قدرت کے مطابق ہے، چناچہ کم مال والا زیادہ مال والا، پیدل اور سوار، سب اپنی قدرت و

طاقت کے ساتھ میدان میں نکل آئیں گے جیسا غزوہِ خندق کے موقعہ پر ہوا کہ اللہ نے کسی کو جہاد چھوڑنے کی اجازت نہیں دی۔" (مجموع الفتاوی: جلد۔ ۲۸،ص۔ ۳۸۵).

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں، "جس کسی کو بھی دشمن کے مقابلے میں مسلمانوں کی کمزوری کا علم ہو اور اسے خدشہ ہو کہ دشمن انھیں (مسلمانوں کو) ہڑپ کر جائے گا، ایسا شخص اگر کسی بھی صورت میں مسلمانوں کی مدد کر سکتا ہے اسکے اُپر لازم ہے کہ مسلمانوں سے جا ملے. (مجموع الفتاوی جلد۔۲، ص،۲۵۳).

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ، "اگر دشمن کسی مسلمان آبادی پر حملہ آور ہو تو اس آبادی کے تمام مردوں پر جہاد فوراً واجب ہو جاتا ہے اور اس آبادی کے علاوہ دوسرے مسلمانوں پر بھی کیونکہ حکم ہے کہ۔وان استنصرو کم فی الدین فعلیکم النصر (الانفال۔ ۷۲)'اگر وہ تم سے دین کے معاملے میں مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے'. (مجموع الفتاوی۔ ج۔ ۲۸،ص۔

۳۵۸).

اس معاملے مین ابن عابدین حنفیؒ اپنے حاشیے کی جلد۳ صف ۲۳۸ میں بالکل واضح فرماتے ہے کہ، 'اگر دشمن کسی اسلامی مملکت کی حدود پر حملہ آور ہو تو وہاں رہنے والوں پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے اور اسی طرح ان کے قریب والوں پر بھی فرض ہو جاتا ہے رہی بات اس لوگوں کی جو اس آبادی سے ذرا دور ہیں، تو اگر اس آبادی کے مکینوں کی ضرورت و حاجت نہ ہو تو جہاد اس پر فرض کفایہ ہے اور اگر اس آبادی کے مکینوں کو دشمن کا مقابلہ کرنے کی قوت نہ رکھنے کی صورت میں یا سستی اور کاہلی دکھانے کی صورت میں ان کی مدد کی ضرورت پڑ گئی تو جہاد ان پر بھی فرضِ عین ہوتا ہے. ایسا فرض عین جو نماز اور روزے کی طرح چھوڑا نہیں جا سکتا. پھر اگر وہ بھی مقابلہ نہ کر سکیں تو یہ فرض عین نزدیک تر آبادی پر منتقل ہو جاتا ہے اور پھر

اس کے بعد اس سے نزدیک تر آبادی پر اور بتدریج سے چلتا ہوا، ایک کے بعد اس سے نزدیک تر آبادی پر اور اس تدریج سے چلتا ہوا۔ ایک ہی وقت میں مشرق و مغرب کے سارے مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے.

ان فتاوٰی کی بنیاد پر کشمیر میں خصوصاً ۱۹۴۷ء میں جہاد فرضِ عین ہو چکا ہیں. اور آج پوری دنیا میں مشرق سے لے مغرب تک تمام مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہو چکا ہے.

یہ جہاد کشمیر کی وہ شرعی بنیاد ہے کہ جو ہمارے دین و ایمان سے جڑی ہیں اور اس سے کوئی بھی صاحب ایمان فرار نہیں دیکھا سکتا. یہ وہ اساس ہیں کہ جس کی بنیاد پر ہمیں اپنے جہاد کا آغاز کرنا ہے اور کشمیر کی اس ارض المسلمین کو کفار، مشرکوں اور مرتدین کے خون سے لالہ زار کر کے پاک و صاف کرنا ہوگا، تا کہ یہاں اللہ کا دین قائم کیا جائے اور پھر اسی سرزمین سے لشکر اسلام ہند کو روندتے ہوئے امام مہدی کی مدد کو جائے گی. (انشاءاللہ) تا کہ عالمی سطح پر خلافت کی تکمیل کی جائے اور پوری نوع انسانی کو

طواغیت کے شکنجے سے نکال کر اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی میں لایا جائے.

دوستوں رسول اللہؐ نے عالمی خلافت کی تکمیل کے لئے زمین کے مختلف خطوں کی طرف نصرتِ حق کے لئے بشارت دی ہیں، جیسے سرزمین خراسان، عراق، شام، یمن وغیرہ. اسی طرح غزوہ ہند کی بھی واضح بشارت موجود ہیں. رسول اللہؐ نے فرمایا:

عصا بتان من امتی احرزهما الله من النار عصابته تغزو الهند و عصا بته تكون مع عيسٰى ابن مرئمؑ ۔ ''میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ آگ سے بچالے گا ایک وہ جو ہندوستان سے جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ جو حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کا ساتھ دے گا''.

تو آج ہماری یہ جنگ قومیت اور وطن پرستی کی جنگ نہیں اور نہ U.N.O, کی قراردادوں کو عملانے کے لئے کہ جیسے جمہوریت نواز حریت لیڈران مسلہ کشمیر کے نام سے پیش کرتے ہیں اور نہ ہندوستانی طاغوت سے نکل کر پاکستانی طاغوت میں آجائے کہ جیسے حریت لیڈران الحاق پاکستان کہتے ہیں. ہمارا جہاد اُن تمام تصورات سے اعلیٰ وارضع ہے، ہم تو صرف اس لئے جہاد کرتے ہیں کہ اللہ کا کلمہ بلند ہوجائے اور دین کل کا کل اللہ کے لئے ہوجائے اس لئے ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ (غیر اللہ کی حاکمیت) ختم ہوجائے اور دین اللہ ہی کے لئے خالص ہوجائے. بس جو کوئی بھی اس مقصد کی مخالفت کرے گا یا اس ہدف کے حصول میں رکاوٹ ڈالے گا تو وہ اللہ کا دشمن ہوگا چاہے وہ کتنی ہی نماز کا پابند ہو یا مسلمانی کا دعوہ کرنے والا ہو.

جہادِ کشمیر کا آغاز شرعی بنیادوں پر کرنے کے لئے ہمیں بعض اہم شرائط کو پیش نذر رکھنا ضروری ہیں کیونکہ جہاد جب اپنے شرائط واحکام وآداب کے ساتھ ہو تو بڑے خیر و برکت کا سرچشمہ ہے اور دنیا کے

لئے سعادت اور پوری انسانیت کے لئے رحمت کا زریعہ ہے اور جب سے اس جہادِ اسلامی کا سلسلہ منطقہ اور موقوف ہوگیا اور اس کی جگہ قوم اور وطن کے نام پر مادی اور سیاسی جنگوں اور ان غیر اسلامی انقلابات کے لئے جن کا مقصود نہ رضاءِ الٰہی کا حصول تھا، نہ اعلاءِ کلمۃ اللہ، اور نہ عالمِ انسانیت کو جاہلیت طاغوت اور نفس پرستی کے شکنجے سے نکالنا اور ابدی سعادتوں سے ہم کنار کرنا ہے اس وقت سے پوری دنیاں جہاد کے فوائد و برکات سے محروم ہوگی اور مسلمان ساری دنیا میں رسوا ہونگے اور اپنی قدر و قیمت اور اپنا وزن کھو بیٹھے، اور دنیا میں اس کی مثالیں ملتی ہیں.

یہاں ہم چند اہم شرائط کو واضع کرے گے:

ا: اعلائے کلمۃ اللہ کی نیتِ خالص کرنا۔ کیونکہ جہاد کا اصل مقصد سے انحراف جہاد کے سقوط اور

خاتمے کے مترادف ہے جونہی مجاہدین اپنا اصلی ہدف یعنی، لتکون کلمتہٗ اللہ ھی العلیا کو چھوڑ بیٹھیں گے جہاد ایک قومی جنگ بن کر رہ جائے گا اور جہاد کے لئے نکلنا محض قومی غیرت کا مسلہ بن کر رہ جائے گا اس کے ساتھ ہی جہاد اپنا وہ تقدس کھودے گا جس کی وجہ سے وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل میں رچاء بسا ہے اور ساری دنیا کے مسلمان جہاد سے دل چھوڑ بیٹھیں گے. جہاد کا جذبہ یقیناً اس علم اسلامی سے حاصل کیا گیا ہے جسے لتکون کلمتہ اللہ ھی العلیا کے نام پر بلند کیا گیا تھا جب یہ جھنڈا گر جائے گا تو جہاد کی روح ختم ہو جاتی ہے اور مقصدِ حیات فوت ہو جاتا ہے.، جیسے موسم گرما کے بعد بادل ذرا سے جھونکے سے برس پڑتے ہیں اور ذرا سے جھونکے سے صاف ہو جاتے ہیں (شیخ عبداللہ عزامؒ)

۲: جہادی تحریک تمام طاغوتی حکومتوں اور باطل اجنسیوں سے امداد اور تعاون کے بغیر آزاد اور خودمختار ہو تا کہ وہ شریعت اسلامی کی روشنی میں مکمل طور پر اپنی تحریک کو کامیابیوں کے معراج کی طرف لے

جائے اور اپنے جہاد و تحریک کی شریعتِ اسلامی کی روشنی میں ترجمانی کر سکے بصورت دیگر طاغوتی حکومتے اور باطل اجنسیا مجاہدین کو استعمال کر کے امت سے جہاد کے ثمرات لوٹ لے گے اور مجاہدین وامت کو تباہی و ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا.

۳: امیر کی اطاعت کرنا، کیونکہ جنگ میں اس کی اطاعت واجب ہو جاتی ہے جیسا امام سرخیؒ نے فرمایا کہ اطاعت ایسی ہونی چاہئے جیسی کہ عورت کی اطاعت اپنے شوہر کے لئے اور غلام کی اطاعت اپنے آقا کے لئے. فساد سے اجتناب کرنا، غیبت، چغل خوری اور مالِ غنیمت کے سرقے سے بچنا، لیکن اگر وہ دکھاوے کے لئے امیر کی نافرمانی کرتا رہا اور زمین میں فساد پھیلاتا رہا تو وہ اجر کے بجائے گناہ کماں کر لوٹے گا.

۴: مجاہدین کوروحانی اوراخلاقی تربیت کا خاص خیال رہے. شیخ عبداللہ عزامؒ فرماتے ہے، 'اسلحے کے حاصل لوگوں کا بنیادی دینی تربیت سے عاری ہونا سب سے پہلے خود اُن کے اپنے لئے خسارے کا باعث ہے پھر ایسے لوگوں کا قوت اقتدار پالینا پوری امت کے لئے تباہی کی وعید ہے کیونکہ دینی تربیت سے عاری لوگوں کا قوت واقتدار پالینا لامحالہ ناحق خون بہے، اصوال چھننے اور عزتیں لٹنے کا زریعہ بنتا ہے. چناچہ تمام تر قربانیوں کے بعد بھی اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ ایک پرانے قیصر کی جگہ ایک نیا 'قیصر' آجاتا ہے ہاں! اس نئے 'قیصر' کی حکومت بظاہر دینی نعروں اور اسلامی دعووں ملفوف (لپٹی ہوئی) ہوتی ہے.

اس سے قبل کہ مجاہدین اسلام اس زمین پر اللہ کے احکام نافذ کریں، لازم ہے کہ پہلے یہ اپنی زندگیوں میں اُن احکام کو زندہ کریں اس سے قبل کہ دین اسلام اور شریعتِ محمدیؐ کی بھاری امانت انہیں دنیاں میں قائم کرنے کے لئے تھمائی جائے، لازم ہے کہ یہ اصوالِ مسلمین کے معاملے میں امانت

داری کا ثبوت دیں جو آج اس دینی تحریک کے دوران اُن کے زیر تصرف ہیں اس سے قبل کہ انہیں اقتدار حاصل ہو اور یہ کہ اپنے زیر تسلط علاقوں میں بسنے والی کروڑوں خواتین کی عزتوں پر امین بنادیے جائیں، لازم ہے کہ یہ اپنے پڑوس میں رہنے والوں کی عزتوں کے معاملے میں حیاء اور امانت داری کا ثبوت دیں.....جبکہ یہ اپنے گھروں سے نکلے ہی ساری اُمت کی عزتوں کا دفاع کرتے ہیں. پس اگر ان مجاہدین کی تربیت اس درست نہج پر نہ ہوسکی تو اس امت کے ہاتھ بربادی کے سوا کچھ نہ آئے گا جس پر ان بنیادی ایمانی اوصاف سے محروم لوگ حکومت کریں گے.

کیا کشمیر دارالحرب ہیں

ہر وہ سرزمین جو مسلم سے عقیدت کے سلسلے میں کشمکش کرے، جو اس دین سے پھیرنے کی کوشش کرے اور اس کے لئے شریعت پر عمل کرنا دوبھر کردے، وہ دارالحرب (war zone) ہے، اگرچہ اس کے اہل وعیال وہیں ہو، اس کے خاندان وہیں ہو اور اس کی تجارت ومعیشت سب وہیں ہو اور ہر وہ سرزمین جہاں اس کا عقیدہ غالب اور اس کی شریعت نافز ہو وہ رارالاسلام ہے اگرچہ وہاں اس کے اہل وعیال نہ ہو، اپنے خاندان نہ ہو، اپنی کوئی تجارت نہ ہو۔ (سید قطبؒ: نقوشِ راہ، ص: ۲۲۵۔۲۲۶).

اس رو سے مسلم کا وطن کوئی سرزمین نہ رہی، اس کا وطن 'دارالاسلام' ہو گیا۔ وہ خطہ جہاں صرف عقیدۂ اسلام کا غلبہ اور شریعت الٰہی کی حکمرانی ہوگی وہ خطہ جس میں وہ رہے گا جان ودل سے اس کا دفاع کرے گا اور اس کی مضبوطی وتوسیع کیلئے جام شہادت بھی نوش کرے گا۔ اور یہ ''دارالاسلام'' ہر اس فرد کے لئے ہوگا جو عقیدۂ اسلامی کو اپنا کر شریعت الٰہی کی پابندی کرے یا کم ازکم شریعتِ اسلامی کی بالادستی

اور اس کی ماتحتی قبول کرے... اگرچہ وہ اسلام نہ لائے جیسے وہ اہل کتاب جو دارالاسلام میں رہتے ہو۔

رہی وہ زمین جہاں اسلام کا اقتدار اور شریعتِ الٰہی کی حکمرانی نہ ہو تو وہ دارالحرب ہوگی، مسلمان کے لئے بھی اور اس زمی کے لئے بھی جس کا مسلمانوں سے معاہدہ ہو۔ مسلمان اس سے جنگ کرے گا اگرچہ وہ وہیں پیدا ہوا ہو یا وہاں اس کی رشتہ داریاں اور قرابتیں ہو یا وہاں اس کی جاگیر بھی ہو۔ چناچہ نبی اکرمؐ نے مکے سے جنگ کی، حالانکہ یہ آپؐ کا پیدائشی وطن تھا اور آپؐ کا پورا خاندان تھا اور آپؐ کے ساتھیوں کے گھر اور جاگیریں تھی مگر وہ دارالاسلام اسی وقت بنا جب اسلام کے زیرِ نگین ہو گیا اور شریعتِ الٰہی نافذ ہوگئی (سید قطبؒ: یقوشِ راہ: ص۔۲۲۳).

دوستوں اسوقت صرف کشمیر ہی دارالحرب نہیں بلکہ پوری دنیا دارالحرب بن چکا ہیں جہاں کفار نے پوری دنیا کو غیر اللہ کا مرکز بنا رکھا ہے اور دین اسلام کو مغلوب کر دیا اور مسلمانوں کی عزتوں اور عصمتوں کو پامال کر کے دنیا پر اپنی خدائی کے تحت جماں رکھے ہیں کہی براہ راستہ اور کہی کلمہ گو مرتد حکمرانوں کے زریعے اور اب new world order کے تحت جو کہ اصل میں jew world order ہیں، عالم سطح پر یہودیوں کا ایک ایسا نظام ہے کہ جو دجالیت پر مبنی ہیں جہاں دجال اپنی خدائی کا تخت جما کر پوری دنیا پر راج کرنا چاہتا ہے اور اس دجالی نظام کی راہ میں رکاوٹ بننے والا ایک ہی نظام ہیں وہ ہے رحمانی نظام جس کے محافظ اہل حق اور مجاہدین ہیں اسی لئے پوری دنیا کے کفار نے مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کے نام پر ایک جنگ چھڑ رکھی ہیں.

قرآن کا فرمان ہے۔ ولا یذالون یقٰتلونکم حتٰی یدو کم عن دینکم ان استطعوا ومن یرتدد منکم دینه، فیمت وهو کافرٌ فاولٰئک حبطت أعمٰلکم فی الدنیا والاخرته، و اولٰیک اصحٰب النار هم فیها خٰلدون

(البقرہ:۲۱۷). ”اور یہ کفار لوگ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھیر کر (کافر ہو) جائے گا اور کافر مرے گا تو ایسے لوگ دوزخ والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے“

کفار نے آج مسلمانوں کو دین اسلام سے پھیرنے کے لئے ہر میدان میں جنگ چھیڑ رکھی ہیں عقیدے و نظریے کی سطح پر جمہوریت، لادینیت، مادہ پرستی اور بہت سارے کفریہ فلسفوں کو خوشنما لباس اور الفاظ میں مزین کر کے پیش کیا ہیں اور کئی تہذیب اور ثقافت کے نام پر میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں فحاشی کو اتنا فروغ دیا کہ انسان سور اور کُتے سے زیادہ شہوت پرست اور بھیڑے سے زیادہ خونخار بن

گیااور کئی تعلیم کے نام پر مسلمان کا گلا گھونٹ دیا گیا پھر آزادیِ فکر اور روشن خیالی کے نام پر ان کے دماغوں کی ذہن سازی کی گئی اور تخلیقی ذہن کے خوشنماں القاب دیکر ان سے ایسے کام کروائے گئے کہ جو صراط المستقیم سے ہٹے ہوئے اور جہنم کی طرف لے جانے والے تھے اور جہاں گمراہ کن عقیدے اور فلسفے کام نہ آئے وہاں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا گیا.

الغرض دجالی نظام کو پوری دنیا میں نافذ کرنے کے لئے اور اس راہ میں رکاوٹ اسلامی نظام اور مجاہدین کو ختم کرنے کیلئے کفار ہر میدان میں مسلمانوں سے برسر پیکار ہیں اور بلاشبہ آج زمین کے سارے خطے دارالحرب بن چکے ہے اس لئے مجاہدین کو چاہئے کہ بلاتفریق کفار کا قتل عام کیا جائے. مسلمانان کشمیر پر بھی لازم ہے کہ کفار سے جہاد کرے جنہوں نے مسلمانوں کی سرزمین پر قبضہ کیا اور اور دین پر حملہ آور ہوئے. کشمیر سمیت پورا ہندوستان دارالحرب بن چکا ہے. اسلئے کفار و مشرکین کو جہاں پاؤں قتل کرو اور دیکھنا کہی ان لوگوں کے بہکاوے میں نہ آنا جو کہ عالمی کفری طاقتوں کو راضی کر کے اپنا مسلہ حل کرانا چاہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالٰی صاف فرماتے ہے کہ:

ولن ترضٰی عنک الیھود ولا النصار حتٰی تتبع ملتھم "یہودی اور نصاریٰ تم سے اس وقت تک ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تم اس کے طریقے کی پیروی نہ کرنے لگو" (البقرہ:۱۲۰).

امام طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: 'اے محمد! یہودی اور نصرانی تم سے کبھی راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم اپنا دین چھوڑ کر یہودی یا نصرانی نہیں ہو جاتے، چناچہ ان کی پسند اور موافقت کی پیروی چھوڑو اور اپنے رب کی رضا کو قبول کرلو جس نے حق دے کر تمہیں بھیجا ہے. (مختصر الطبری، جلد اول، س:۴۶)

شیخ عزامؒ اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں مزید یہ کہ اہل ایمان اور اہل کفر کا صلح قطعی ناممکن ہے چاہے ہم مروت، وسعتِ قلبی اور صلح جوئی کا کتنا ہی مظاہرہ کریں ہم اپنے آپ کو فساد سے بچنے والے اور تنگ نظری کا شکار نہ ہونے والے ثابت کریں گے تو اصل میں ہم اپنا راستہ چھوڑ کر اہل کتاب کی پٹری پر چڑھ جائیں گے اور ہم ایک قدم اپنے دین سے دور ہو گئے تو گویا ہم نے رستہ ہی گم کر دیا.

بھائیوں! یہ کون ہے کہ جس نے آپ کو بزدلی اور بے غیرتی کا سبق دیا یہ کون ہے جس نے آپ کو اتنا شکست خوردہ بنا دیا کہ آپ کافروں کی غلامی میں زندگی گزارنے کو اپنے لئے سعادت و فخر سمجھنے لگے. کیا آپ دنیا کمانے میں اتنا مصروف ہو گئے کہ دارالاسلام اور دارالحرب کے احکام بھول گئے. جب کہ کفار ہمارے دین و ایمان اور امت پر ہر طرف سے حملہ آور ہیں تو آخر کیا وجہ ہے کہ ہم نے ذلت کی زندگی کو اختیار کیا ہیں. کیا ہندوستان کا مشرک آج ہماری سرزمین پر حملہ آور ہو کر ہمارے دین و دنیا کو تہس نہس نہیں کر چکا تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہیں کیا شریعت اسلامی آپ کو میدان جہاد کی طرف نہیں پکارتی یا پھر آپ کا ایمان سستی رو موت کا شکار ہو گیا ہیں. شیخ ابن تیمیہؒ

تو یہ تک فرماتے ہیں، "ولعدو الصائل الذی یفسد الدین والدنیا لیس ائو جب بعد الایمان من دفعه" یعنی دین اور دنیا کو تہس نہس کرنے کے لئے حملہ آور ہونے والے دشمن کا مقابلہ کرنا، ایمان کے بعد سب سے پہلا واجب عمل ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا کام واجب اور فرض نہیں.

اہل کشمیر پر خصوصاً ۱۹۴۷ کے بعد جہاد فرض ہو چکا ہے. لیکن افسوس کہ جہاد کو چھوڑنے کے باعث کشمیر کے آباء و اجداد نے دارالکفر ہی میں ذلتوں کی زندگی اختیار کی اور ذلت کی موت مرے الا یہ کہ جس پر اللہ کا فضل ہو. اور حقیقت یہ ہے کہ ایمان کے بعد آج ہمارا اولین فرض جہادِ فی سبیل اللہ ہے اور

آج جو بھی جہاد سے فرار دکھائے گا وہ منافق ہوگا کیونکہ کفار نے ہمارے دین اور دنیا کو تہس نہس کر دیا ہیں، یہی وہ حالات ہیں کہ جس میں رسول اللہؐ نے ایمان کے بعد افضل عمل جہاد کو قرار دیا ہیں۔

ای الاعمال افضل ؟ قال: ایمان باللہ عزوجل قیل: ثم ماذا؟ قال: الجہاد فی سبیل اللہ: آپؐ سے پوچھا گیا: کون سا کام افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا، پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کیا؟ آپؐ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ. (صحیح مسلم، بروایت ابو ہریرہ).

دوستوں امت پر ہم ذلت کا داغ تب تک نہیں دھوں سکتے جب تک ہم جہاد کے میدانوں میں اپنے جانوں اور مالوں کا نذرانا پیش نہ کرے اور زمین پر خلافت کو قائم کرنے کے لئے لازم ہے کہ ہم شہادتوں کے سلسلے کو جاری رکھ کر میزانِ رب العالمین میں وزن پیدا کرے تا کہ اللہ انعام کے طور پر خلافت کا تاج ہمارے سروں پر رکھے جیسے کہ شیخ عزامؒ فرماتے ہیں، 'ہاں!۔۔۔اسلامی معاشرے کے لئے نئے سرے سے پیدا ہونا ضروری..اور پیدائش کے لئے خون کا بہنا ضروری ہے..اور خون کا بہاؤ

تکلیف اور درد سہے بغیر ممکن نہیں اور یہ جہاد کی لمبی اور پرُ مشقت جدوجہد، امت کے جسم سے سستی اور ڈھیلا پن دور کر دیتی ہے اور وہ ساری نزاکتیں اور نخرے اپنی مشقتوں کے ساتھ بہاں کر لے جاتی ہے جو ٹھہری ہوتی اقوام اور جامد معاشروں میں عام طور پر پائی جاتی ہیں'.

دوستوں اس ذلت سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہیں اور وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے. جیسا کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا،" (مسلمانوں) اگر تم نے جہاد کو چھوڑ دیا اور بیلوں کی دموں کو پکڑ لیا اور سودی کاروبار میں مشغول ہو گئے تو اللہ تمہاری گردنوں میں ذلت وخواری کا طوق ڈال دے گا. اور یہ ذلت تم سے چمٹی رہے گی اِلا یہ کہ اپنی غلطی سے توبہ کر کے اللہ سے معافی مانگوں اور اس راہ (یعنی جہاد) پر پلٹ آؤ جس

پر پہلے چل رہے تھے.(مسند احمد:۵۰۰۷)

اور دوسری جگہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایاں: جو اس حال میں مر گیا کہ نہ جہاد کیا، اور نہ جہاد کے لئے خود کو تیار کیا، وہ نفاق کی ایک خصلت پر مرا.(مسلم)

ملا علی قاریؒ ''مرقات'' میں فرماتے ہیں: و المعنی لم یعزم علی الجہاد ولم یالیتنی کنت مجاھدا وقیل معناہ لم یددالخراج و علامتہ فی الظاھر اعداد آلتہ قال تعالیٰ ولو ارادالخروج لا عدتہ و یوء ید قولہ (مات علیٰ شعبہ من نفاق) ای نوع من انواع النفاق ای من مات ھٰذا فقد اشبہ المنافقین المتخلفین عن الجہاد ومن تشبہ بقوم فھومنھم وقیل ھٰذا کان مخصوصً بذمانہ والا ظھر انہ عام۔

ترجمہ: اسکے معنی یہ ہیں کہ جہاد کا عزم نہیں کیا اور نہ یہ کہا کہ کاش! میں مجاہد ہوتا اسکے معنٰی میں یہ بھی کہا گیا کہ جہاد میں نکلنے کا ارادہ نہیں کیا، اور اس ارادے کی ظاہری پہچان یہ ہے کہ جہاد کا ساز و سامان

تیار کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، 'اور اگر وہ (منافقین) جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لئے کچھ تو ساز و سامان تیار کرتے' اس بات کی تائید نبیؐ کا یہ قول بھی کرتا ہے: (نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا) یعنی جو اس حالت میں مرا وہ ان منافقین کے مشابہ ہو گیا جو جہاد سے پیچھے رہا کرتے تھے اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے. اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ حکم نبیؐ کے دور کے ساتھ خاص تھا. جبکہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے.

دوستوں یہ ہے ہمارے مسلہ کا حل کہ ہم اپنے خون سے اسلام کی تاریخ رقم کرے اور زمین پر اللہ کا نظام قائم کرے اسلئے اُٹھو کامیابیوں کے معراج کی طرف، احیائے خلافت اور نفاذ شریعت کی طرف،

امت کے چہرے سے ذلتوں کے داغ اپنے خون سے دھوئے اور میں تمہیں دو بھلائیوں کی طرف دعوت دیتا ہو، یا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نصرت سے غالب کردے گا یا مرتبہِ شہادت دیکر جنت الفردوس میں بلا لے گا.

ارض المنافقین والمرتدین

ولو دخلت علیهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنته لا اتوها وما تلنثوا بها الا یسیراً (الاحزاب:۱۴)

اور اگر مدینے کے اطراف سے ان پر (لشکر) داخل کئے جاتے پھر ان سے فتنہ (ارتداد) طلب کیا جاتا تو یہ منظور کرلیں اور اس کیلئے بہت کم توقف کریں.

اور اگر منافقین پر مدینہ منورہ میں اس کے سب اطراف سے کوئی لشکر آ گھسے اور ان سے شرک کا ساتھ دینے کو کہے تو یہ فوراً ہی قبول کرلیں گے اور اس کے قبول کرنے میں ذرا بھی دیر نہ کریں یا یہ کی پھر اس بات کے قبول کرنے کے بعد یہ لوگ مدینہ میں بہت ہی کم ٹھہریں.(ابن عباس)

اور (ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر مدینہ میں اس کے (سب) اطراف سے ان پر (جب یہ اپنے گھروں میں ہوں) کوئی (لشکر کفار کا) آ گھسے ان سے فساد (یعنی مسلمانوں سے لڑنے) کی درخواست کی جاوے تو یہ (فوراً) اس (فساد) کو منظور کرلیں اور ان گھروں میں بہت ہی کم ٹھہریں (یعنی اتنا توقف ہو کہ کوئی ان سے درخواست کرے اور یہ منظور کریں اور اس کے بعد وہ فوراً ہی تیار ہو جائیں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں جا پہنچیں.....) (تفسیرِ معارف القرآن)

اس آیت میں غزوہ احزاب کا ذکر ہیں کہ اگر کفار کے لشکر مدینے میں واقعی داخل ہوتے اور پھر ان منافقوں کو کفر و شرک کی طرف واپس لوٹنے کو کہتے یعنی مرتد ہونے کو کہتے اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے

کو کہتے تو یہ ذرا دیر نہ کرتے. بالکل اسی طرح جب ہندوستان کے کفار کشمیر میں داخل ہو تو انہوں نے بھی فتنہِ ارتداد کی دعوت دی یعنی ہندوستان فوج کے ساتھ مل کر کشمیر کے مجاہدین اور موحدین سے لڑنے کی تا کہ کشمیر پر اپنا مکمل غاصبانہ قبضہ جمانے کے لئے اور ۱۹۴۷ سے لے کر ۲۰۱۵ء تک ہندوستان کشمیر پر اپنا کفر نظام قائم کئے ہوئے ہیں. مگر بدقسمتی سے کشمیر کے علماء اور دین فروش واعظین نے کبھی ان مرتدین کو بے نقاب نہ کیا. مگر اب جبکہ پوری دنیا کے مسلمان خوابِ خرگوش سے بیدار ہو کر اپنی عزت اور سربلندی کے خاطر جہاد کے میدانوں کا رُخ کر رہے ہیں اور امتِ مسلمہ کے شیر جمہوریت کے کفریہ نعروں کو چھوڑ کر احیائے خلافت اور شریعت یا شہادت کی صداؤں کو بلند کر رہی ہے اور ہر طرف کفار و مرتدین کے خلاف جنگ جاری ہے اور آج جبکہ حق و باطل بالکل واضح ہو چکا ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم کشمیر کے ان مرتدین کو بے نقاب کرے کہ جو ملت کو دھوکہ دے رہی ہے اور ۱۹۴۷ء سے لے کر خصوص ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۵ء تک ہزاروں مجاہدین اور اہل حق کو شہید اور سینکڑوں کو پابند سلاسل کر کے اُنہے تشدد کیا گیا. یہاں مراد stf, ،jkp اور وہ تمام گروپ اور اجنسیاں ہیں کہ جو مجاہدین کے خلاف برسر پیکار ہیں یہ سب

مرتد ہو چکے ہیں. یہ لوگ کوئی عام مرتد نہیں کہ جو اسلام چھوڑ کر عیسائت یا کوئی اور مذہب اختیار کر چکے ہو بلکہ یہ محارب مرتدین ہے (جو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں برسر پیکار ہے). JK police آج وہی کام انجام دے رہی ہے جو کام اخوان مرتدین دیتے تھے. جس طرح بدنام زمانہ اخوانیوں نے کشمیر میں تحریک جہاد کو کچل کر رکھ دیا اسی طرح آج jkp stf cid اور باقی گروپ کر رہے ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے پاس وردی اور بلٹ نہیں تھے وہ بے لگام درندے تھے اور یہ وردی والے وہ بھیڑئے ہیں کہ جن کی لگام اصل کفار کے ہاتھ میں ہیں آج جموں کشمیر میں مجاہدین کے خلاف کوئی کاروائی ہو یا دین کے خلاف کوئی سازش اس میں ہراول دستہ پولیس کا ہوتا ہے. یہاں تک کہ مسجدوں میں پہلے صف

میں ان کے احیئٹ ہوتے ہیں جو ہر خبر ان مرتدوں تک پہنچاتے ہیں. ہاں یہ شریعتِ اسلامی کی روشنی میں مرتد ہو چکے ہیں اور مرتد کی سزا دنیا میں واجب القتل ہے اور آخرت میں ابدی جہنم.

یہی وہ گروہ ہے کہ جن کے متعلق رسولؐ نے فرمایا:

عن علیؓ قال رسول اللہؐ یخرج فی آخر الزمان قومٌ احداث الانسان سفهاء الاحلام فیقولون من خبر البدیته یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الدمیته یدعون اهل الاوثان ویقتلون اهم الاسلام فمن لقیهم ملیقتهم فان فی قتلهم اجدالمن قتلهم یوم القیامته.

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے جو کم عمر، کم عقل ہونگے وہ سنت کے باتے کریں گے، دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہیں. بتوں کے پجاریوں کو بلائیں گے اور اہل اسلام کو قتل کریں گے سو جو انکو پالے انکو قتل کرے کیونکہ انکے قتل میں قتل کرنے والے کیلیئے قیامت تک اجر ہے.

میرے ساتھیوں: یہی وہ مرتدین ہے کہ جو بتوں کے پجاریوں (ہندوستان کفار) کو بلاتے ہیں اور اہل اسلام کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہے اور یہی وہ لوگ ہے کہ جو چہرے پر داڑھی کا سنٹ اور سر پر ٹوپی لگا کر مسجدوں کے پہلے صف میں نماز پڑتے ہیں. اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں. انہے جہاں پایا جائے قتل کیا جائے.

اب ہم قرآن وسنٹ اور سلف صالحین سے ان کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ جو لوگ کفار کو دوست بناتے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرتے ہیں؛

امام طحاویؒ عقیدۃ الطحاوی میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے، ونحب

اهل العدل والامانته و ببغض اهل الجور والخيانته ترجمہ: اور ہم (اہل سنت والجماعت) انصاف کرنے والوں اور امانت داروں سے محبت کرتے ہیں اور ظالموں اور خائنوں سے بغض رکھتے ہیں.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہیں، یاایھاالذین اٰمنو الالیھود والنصارٰی اولیاء بعضھم اولیاء بعض، ومن یتولھم منکم فانه منھم۔ (المائدہ:۵۱)

ترجمہ: اے اہل ایمان، یہود و نصارٰی کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا.

علامہ طبریؒ اس آیت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: اور جس نے مسلمانوں کے مقابلے میں یہود ونصارٰی کو دوست بنایا تو بلاشبہ وہ انہی میں سے ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے انھیں دوست بنایا اور مسلمانوں کے مقابلے میں انکی مدد کی تو وہ انہی کے دین والوں اور ملت والوں میں شمار ہوگا. کیونکہ کوئی بھی کسی کو دوست بناتا ہے تو وہ اسکے دین کے ساتھ ہوتا ہے اور جس دین سے اسکا دوست راضی ہوتا ہے

وہ اسکے ساتھ ساتھ ہوتا ہے. تو جب یہ (مسلمان) اپنے (یہودی یا عیسائی یا کسی کافر) دوست اور اسکے دین سے راضی ہے تو اسکے دوست اور اسکا دین کا دشمن ہوگا یہ بھی اس کا مخالف ہوگا اسی طرح اسکا اور اسکے کافر دوست کا ایک ہی حکم ہو گیا، پھر یہ حکم ترکِ موالات قیامت تک باقی ہے. (تفسیرِ طبری: ج۔۶،ص۔۲۷۷).

ابن قیم الجوزیؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا اور انکے فیصلے سے زیادہ اچھا فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس نے یہودی ونصاریٰ کو دوست بنایا وہ انہی میں سے ہے. سو جب نصِ قرآنی سے یہودی ونصاریٰ کے دوست انہی میں سے ہیں تو ان دوستوں کا حکم بھی ان یہودی و

نصاریٰ جیسا ہوگا.(احکام اہل الذمتہ)

وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کرتے ہو.

ارشاد ہے:یا ایھاالذین اٰمنوا لا تتخذوں اٰبائکم و اخوانکم اولیاء ان استحبو الکفر علی الایمان ومن یتولھم فالئک ھم الظالمون۔۔

ترجمہ:اے ایمان والوں اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو دوست نہ بناؤں اگر وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کرتے ہوں تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو وہی ہیں جو حد سے بڑھنے والے ہے.

امام ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ کافروں کو دوست بنائیں،یا انکی مدد کریں یا ان سے مدد لیں یا اپنے معاملات انکے سپرد کریں.نیز یہ حکم ہے کہ کافروں سے براءت اور تعظیم واکرام چھوڑنا واجب ہے.خواہ وہ کافر اپنے ماں باپ ہوں یا سگے بھائی بہن،البتہ کافر والدین کے ساتھ احسان اور اچھی طرح رہنے کا حکم ہے.اس (ترکِ موالاتہ کا مسلمانوں)کو حکم اسلئے کیا گیا ہے تاکہ وہ منافقین سے الگ ہوجائیں کیونکہ منافقین کی پہچان یہ ہے کہ وہ

کافر کو دوست بناتے ہے اور ان سے ملتے ہیں تو انکے لئے عزت وتعظیم کا اظہار کرتے ہیں اور دوستی وتعلق کا اظہار کرتے ہیں(احکام القرآن للجصاص۔ج:۴،ص:۲۷۸).

دوسری جگہ کافروں کو دوست بنانے سے متعلق ارشادِ ربانی ہے:لا یتخذالمئومنون الکافرین اولیاء من دون المئومنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللہ فی شی الا ان تتقوا تقٰا تہ و یحذر کم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر۔

ترجمہ:مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے علاوہ اور جس نے ایسا کیا تو اللہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں اِلا یہ تم اندیشہ کرتے ہو کسی بات کا ان سے اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے خبردار کرتے

ہیں.(العمران:۲۸).

امام شوکانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں، ـــــــــــ ای من ولایته شیی من الاشیاء بل هومنسلخ عنه بکل حال ۔یعنی اسکا اللہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ مکمل خارج ہو چکا.(فتح القدیر).

امام طبریؒ فرماتے ہیں:فقد بری من الله وبری الله منه بارتداره عن دینه و دخوله فی الکفر۔ یعنی جس نے ایسا کیا تو وہ اللہ سے بری اور اللہ اس سے بری ہے اسکے دین سے پھر جانے اور کفر میں داخل ہو جانے کی وجہ سے (تفسیر طبری).

میرے بھائیوں یہ ہے وہ کلمہ گو کہ جو کافروں کا ساتھ مسلمانوں کے خلاف دیتے ہیں اس کے بارے میں قرآن اور ہمارے سلفِ صالحین نے وہی کرنے کا حکم دیا ہے کہ جو کافروں کے ساتھ، کیونکہ حقیقت میں یہ بھی کافر ہے.بعض بے عقل قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ jkp,cid اور دوسرے گروپ جو مسلمانوں کے خلاف کفار کا ساتھ دیتے ہیں آخر کار کلمہ گو ہے یہ ہمارے ہی مسلمان گھروں سے ہے یہ

گناہ گار ہے لیکن کافر و مرتد نہیں اور ہمیں ان سے اچھے سے پیش آنا چاہئے.میں ان شکست خوردہ افرار سے کہنا چاہتا ہو کہ جو اسلام کا لباس لگائے ہوئے ہوتے ہیں کہ اسلام کی وکالت کرنا چھوڑ دئے ،بخدا اسلام کو کسی وکیل کی ضرورت نہیں اور نہ کسی تاویل کی ،احکام الٰہی بالکل صاف ،واضع اور ہر ایک کیلئے یکساں ہے چاہے وہ اپنا ہو یا غیر.

عن انس بن مالکؓ ان نا سیأ من عدینته قد موا علی رسول الله المدینته فاجتبو وها فقال لهم رسول الله: (ان شئتم ان تحرجوا الیٰ ابل الصدقته فتشربوا من البانها و ابوالها) ففعلوا فصعواثم ما لو

اعلی الدعاء فقتلوهم و ارتدو عن الاسلام و ساقوا ذو د رسول الله فبعث فی اثدهم فاتی بهم فقطع ایدیهم وارجلهم وسمل اعینهم و تدکهم فی الحدته حتیٰ مالوا.(صحیح مسلم، کتاب القسامته باب حکم المعاربین و المرتدین).

انس بن مالکؓ سے روایت ہے، کچھ لوگ عرینہ کے (قبیلہ) جناب رسول اللہؐ کے پاس مدینہ میں آئے اور ان کو وہاں کی ہوا موافق نہ آئی. استقاء ہو گیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا، اگر تمہارا جی چاہے تو صدقے کے اونٹوں میں جاؤ (جو شہر سے باہر جنگل میں رہتے تھے) اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو. انہوں نے ایسا ہی کیا اور اچھے ہو گئے، پھر جھکے چرواہوں پر (جو مسلمان تھے) اور ان کو مار ڈالا اور اسلام سے مرتد ہو گئے اور انٹوں کو بھگا لے گئے. یہ خبر رسول اللہ کو پہنچی آپؐ نے ان کے پیچھے لوگوں کو روانہ کیا وہ لائے گئے تب آپؐ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوائے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروائیں یا آنکھیں پھوڑیں اور میدان میں ان کو ڈال دیا وہ مر گئے۔

دوستوں یہ ہے وہ کلمہ گو کہ جنہوں نے زبان سے اسلام کا انکار نہیں کیا بلکہ ان کا عمل ہی نواقضی اسلام میں سے تھا کہ جس کو کرنے کے بعد وہ خود بہ خود اسلام سے مرتد ہو گئے. اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرنا، قرآن پاک کی بے حرمتی کرنا، شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالنا، اہل اسلام کا قتل کرنا وغیرہ یہ سب ایسے امور ہے کہ جن کے کرنے سے ہی ایک مسلمان اسلام سے نکل کر کفر میں داخل ہوتا ہے. پھر چاہے وہ زبان سے کلمہ ہی کیوں نہ پڑتا ہو. سیدنا ابوبکرؓ نے ان کلمہ گو مسلمانوں سے قتال کیا کہ جو نماز بھی پڑتے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ کفار کے خلاف جہاد میں بھی جانے کے لئے تیار تھے صرف اسلام کے ایک رکن یعنی زکوتہ کے منکر نہیں بلکہ اس میں ترمیم کرنی چاہی

تھی تو اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں ان مرتدین سے قتال کروگا کہ جو نماز اور زکوتہ میں فرق کرے گے.

امام مسلم نے روایت کیا کہ حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں کہ بنوثقیف بنوعقیل کے حلیف تھے، بنوثقیف نے دو اصحاب رسول اللہ کو گرفتار کرلیا. صحابہ نے جوابی کاروائی کر کے بنوعقیل کا ایک آدمی اونٹنی سمیت پکڑ لیا اور اسے زنجیر سے باندھ کر رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش کیا. اس نے (رسول کو آتے دیکھا تو) پکارا: اے محمد، رسول اللہؐ اس کی طرف آئے اور فرمایا، کیا بات ہے؟ اس نے کہا۔ تم نے کیوں پکڑ لیا اور ایک مسافر کا ساز و سامان (یعنی اونٹنی پر) کیوں قبضہ کرلیا. رسول اللہؐ نے فرمایا، میں نے تمہیں تمہارے حلیف بنوثقیف کے جرم میں پکڑ لیا ہے. رسول اللہ لوٹنے لگے تو وہ پھر چیخنے: اے محمد، اے محمد۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اب کیا ہے وہ کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں تو آپؐ نے فرمایا، اگر تم نے یہ بات اس وقت کہی ہوتی جب تم اپنے معاملے کے خود مالک تھے تو تمہیں اس کا بہت فائدہ ہوسکتا تھا:.

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں، امام کو اختیار ہے کہ اس شخص کا اسلام قبول کرنے سے انکار کردے جس

کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ اسے اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ صرف وقتی ضرورت نے قبول اسلام پر مجبور کیا ہے خصوص اس صورت میں تو امام کو اس کا اسلام ہرگز قبول نہیں کرنا چاہئے جب اس کے اسلام کا عدم قبول ہی مصلحتِ مسلمین میں ہو. (نیل الاوطار۔ جلد ٦۔ ص: ١٦٧).

اے اہل توحید، کیا اب بھی jkp, stf, cid, army اور دیگر مسلح گروہوں کو آپ مسلمان سمجھتے ہیں ہے، سب محارب مرتد ہیں. یہ ہمارے دین اور ہمارے ایمان کے دشمن ہیں یہ مجاہدین اور اہل حق سے برسر پیکار ہیں. جیسے کہ امام شوکانیؒ نے فرمایا ہے کہ اس حالت مین ان کا اسلام ہرگز قبول نہ کیا جائے گا. تو آج مجاہدین اور اہل حق ان کا کلمہ قبول نہ کرے گے اور ان کا قتل عام کیا جائے گا جہاں

بھی پائے جائیں گے.

شیخ عبداللہ عزامؒ فرماتے ہیں۔۔۔اور وہ مرتد جس کا ارتداد حدود سے بڑھ چکا ہو، جس نے خود کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں ملوث کرلیا ہو تو ایسے مرتد کا قتل بغیر کسی طلب توبہ کے ہی جائز ہے. ابن الرشدؒ نے بدایۃ المجتہد جلد۲، صفہ۳۴۴ پر فرمایا ہے، 'اگر مرتد نے جنگ میں شرکت کی، پھر اس پر غلبہ پالیا گیا تو اسے حرابہ کے جرم میں قتل کردیا جائے گا اور اسے توبہ کے لئے نہیں کہا جائے گا. کیونکہ اس کی جنگ دارالاسلام کے ساتھ تھی، خواہ یہ جنگ اس کے دارالحرب میں پہنچنے کے بعد ہی ہوئی ہو، ہاں اگر وہ خود اسلام قبول کرے تو۔۔لیکن اس صورت میں بھی اسلام کی وجہ سے اس پر سے فقط حرابہ کی حد ہی ساقط ہوگی اور اپنے ارتداد کے زمانے میں اگر اس نے دارالاسلام میں کسی پر حملہ کیا ہو اور بعد میں اسلام قبول کرلیا ہو تو اس جرم کے سلسلے میں اس پر مرتد کا حکم ہی لاگوں ہوگا، یعنی اگر اس نے کسی کو قتل کیا ہوگا تو اسے قصاص میں قتل کردیا جائے گا'.

علامہ ابن القیم الجوزیؒ اپنی کتاب 'زادالمعاد' جلد۳، صفہ۴۶۴ پر فرماتے ہیں، 'جس مرتد کا ارتداد

زیادہ ہو چکا ہو اس کا قتل اسے توبہ کا موقع دئے بغیر بھی جائز ہے. عبداللہ بن سعد ابوسرح نے اسلام قبول کیا اور ہجرت اختیار کی وہ رسول اللہؐ کے لئے کتابت کیا کرتا تھا، لیکن ومرتد ہو کر مکہ والوں سے جاملا. یوم فتح مکہ کو جب حضرت عثمانؓ اسے رسول اللہؐ سے بیعت کروانے کے لئے لے کر آئے تو رسول اللہؐ نے اسے کافی دیر پکڑے رکھا، پھر اس سے بیعت لی اور فرمایا میں نے اسے اس لئے پکڑ رکھا تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھ کر اس کی گردن ماردیتا، ایک شخص نے کہا، یارسول اللہؐ آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ کر دیا؟ فرمایا نبیؐ کے لئے جائز نہیں کہ وہ خیانت کی نگاہ کا مظاہرہ کرے' (اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے).

اللہ تعالیٰ فرماتے ہے، ودوا لا تکفرون کما کفرو افتکونون سواء فلا تتخذوا منهم اولیا حتیٰ یها جروا فی سبیل الله فان تو لوا فخذوهم و اقتلوهم حیث و جد تموهم ولا تتخذوامنهم ولا نصیرا (النساء :۸۹)

'ان منافقین کی دلی خواہش ہے کہ تم بھی کفر کر بیٹھو جیسے انھوں نے کفر کیا، سو تم برابر ہو جاؤ، لہذا تم ان کو دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کے راستے میں ہجرت نہ کر آئیں، پس اگر وہ باز نہ آئیں، تو ان کو پکڑو، اور جہاں پاؤ ان کو قتل کرو، اور ان کو دوست اور مددگار نہ بناؤ.

امام طبریؒ فرمایا ہیں، یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کلمہ گو تھے لیکن مسلمانوں کے مقابلے کفارِ مکہ کی مدد کرتے تھے. چنانچہ ایک مرتبہ یہ لوگ مکہ سے آئے، مسلمانوں سے انکا سامنا ہو گیا کچھ مسلمانوں نے کہا کہ ان خبیثوں کی مدد کرتے ہیں، یہ سن کر کچھ مسلمانوں نے کہا کہ کیا تم ایسے لوگوں کو قتل کرو گے جو تمہاری طرح کلمہ پڑتے ہیں، کیا صرف اس وجہ سے انکی جان و مال کو حلال کو لو گے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر بار نہیں چھوڑا؟

اس طرح اہل ایمان ان لوگوں کے بارے میں دو رائے ہو گئے۔ جبکہ نبیؐ خاموش رہے، آپؐ نے دونوں میں سے کسی کو کچھ نہیں کہا، تب یہ آیت نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فیصلہ فرمادیا کہ یہ منافق ہیں. اگر یہ باز نہ آئے تو جہاں پاؤ انکو قتل کرو، یہ شریر لوگ ہیں انکی دلی خواہش ہے کہ تم بھی انکی طرح کفر کر بیٹھو. (تفسیر طبریؒ).

یہ کتاب اللہ، سُنتِ رسول اللہ اور سلف صالحین کے فتاوی جس سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ CID,STF,JKP اور دیگر گروہ جو مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہے یا مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف کوئی بھی کاروائی کرتے ہو یہ سب مرتد ہے کافر ہے اور ان کا قتل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہیں.

لہذا میں تمام کشمیری مسلمانوں سے گزارش کروں گا کہ ان کافروں اور مرتد کو اپنا دوست نہ بنائے یہ ان کی مدد کرے یہ ان خبیثوں کو سلام ہی نہ کرے. یہ ہمارے ازلی دشمن ہے اللہ کے دین کے دشمن ہے.

خاص کر مسلمانوں سے گزارش کی جاتی ہے کہ جس گھر میں بھی کوئی پولیس والا ہو یا کوئی اور مسلح گروہ ہو ان گھر وہ میں نہ خود شادیاں کرے اور نہ ان مرتدوں کو اپنے یہاں نکاح دے. ورنہ اللہ کے یہاں آپ مجرم ہو گئے اور آپ بھی گناہ میں برابر شریک ہونگے. اور نہ ان کا جنازہ پڑائے اور اگر کوئی خبیث ان کا نماز جنازہ پڑے تو آپ اس میں شریک نہ ہو. ان پر دنیا میں بھی لعنت ہو اور آخرت میں بھی؛ اور یہ پورے مسلم معاشرے میں رسوا ہو. جتنا ہو سکے اس پیغام کو پر مسلمان تک پہنچاؤں. تا کہ ہر کوئی ان کے ارتداد سے واقف ہو اور ان کو جہاں پاؤ قتل کرو، خصوص اپنے گھروں اہل وعیال کے سامنے، تا کہ پورے مسلم معاشرے کو پتہ چلے کہ یہ مرتد دین سے خارج ہو چکے ہے.